Rgd. D.P. No 861

رجسٹرڈ ڈی۔ پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:۔ صلاح الدین ملک ایم۔ اے

اسسٹنٹ ایڈیٹر:۔ محمد حفیظ بقاپوری

تواریخ اشاعت ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸

شرح چندہ سالانہ چھ روپے

ممالک غیر ساڑھے سات روپے

فی پرچہ ۲/۰

جلد ۳ | ۲۸ احسان ۱۳۳۳ ہش ۲۶ شوال ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۵۴ء | نمبر ۲۵

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت صحت

کراچی ۱۸ جون۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ پڑھایا جس میں فرمایا کہ احباب اپنے عمل سے تبلیغ کریں۔ جو بہترین تبلیغ ہے۔ اور اپنے نقائص کو دور کر کے بہترین عملی نمونہ پیش کریں۔

حضور کی صحت کے متعلق کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب حضور کی درازیٔ عمر و صحت کاملہ کے لئے اپنی دردمندانہ دعائیں جاری رکھیں

ملفوظات حضرت اقدس ؑ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

" حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے لئے اس قسم کے جوش اور اخلاص اور وفا کا مادہ نہ ہو۔ حضرت مسیح کو مشکلات اور مصائب اٹھانے پڑے۔ ان کے عوارض اور اسباب میں سے جماعت کی کمزوری اور بے دلی بھی تھی۔ چنانچہ جب ان کو گرفتار کیا گیا۔ تو پطرس جیسے اعظم الحواریین نے اپنے آقا اور مرشد کے سامنے انکار کر دیا اور نہ صرف انکار کیا بلکہ تین مرتبہ لعنت بھی بھیجدی اور اکثر حواری ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اس کے برخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے وہ صدق و صفا کا نمونہ دکھایا جس کا نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی" (ملفوظات ص ۳۲۲)

اطاعت امام

جماعت احمدیہ ایک انتہائی نازک دور میں سے گذر رہی ہے۔ وہ ایسے دوراہے پر کھڑی ہے کہ موت و حیات میں سے اسے ایک کو اختیار کرنا پڑے گا۔ جماعت احمدیہ جیسی باغیرت اور خود دار قوم بحیثیت جماعت موت کو ترجیح نہیں دے سکتی کیونکہ اس جماعت کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں عمل میں [illegible]

جب امت مسلمہ سے اجتماعی رنگ میں ایمان و عمل عنقا ہو چکا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ پیشگوئیوں کے مطابق عوام کیا علماء بھی جادۂ مستقیم سے بھٹک چکے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود ؑ نے ایمان کو ثریا سے واپس لانا اور گم گشتگان راہ کو ہدایت سے ہم آغوش کر کے دوسروں کی ہدایت کا موجب بنانا تھا۔ حضور ؑ کی بعثت کا مقصد الہامی الہام میں "یحیی الدین ویقیم الشریعۃ" احیاء دین و اقامت شریعت بتایا گیا ہے۔ گویا کہ جماعت احمدیہ کا یہی فرض ہے۔ جیسا کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے قریب کے ایک خطبہ میں فرمایا تھا ہمارے لئے اس امر پر سوچ بچار کرنا ضروری ہے کہ موجودہ شدید مخالفت کے دور میں ہم کیا طریق اختیار کریں جس سے ہم مخالفت کے بد نتائج سے بچ سکیں اور جماعت حقیقی معنوں میں زندہ رہ کر ترقی کر سکے۔ احباب کا فرض ہے کہ وہ حضور کے اس مستقل نوعیت کے ارشاد کی روشنی میں غور فرمائیں۔ مثلاً یہ کہ مخالفین کی مخالفت کا ازالہ کامیاب ہم کیونکر کر سکتے ہیں۔ اگر اس مخالفت سے احباب جماعت کی اقتصادی حالت پر برا اثر پڑا ہے۔ تو اس کا مستقل طور پر ہم کیونکر ازالہ کر سکتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہمارے نوجوان کثرت سے غیر ممالک میں جا کر تبلیغ بھی کریں کہ جس کے نتیجہ میں وہاں جماعتیں کثرت سے پھیلیں اور وہاں یہ نوجوان زیادہ روپیہ کمانے کا بھی سامان کریں۔ اس سے مرکز کی مالی حالت بھی مستقل طور پر سدھر سکے گی۔ شدید مخالفت جو گذشتہ سال ہوئی کیا اس کا عود کرنا ممکن ہے تو اس کی روک تھام کیونکر کی جا سکتی ہے۔ جماعت کے مرد و زن اور بچوں کو ایمان و عمل کے اعلیٰ معیار پر قائم رکھنے کا کون کون سا طریق اختیار کرنا ضروری ہے۔

ہمارے لئے اس نازک وقت میں از بس ضروری ہے کہ اپنے میں سے سست افراد کو تیز گام بنانے کے لئے ہر ممکن سعی کریں۔ مرکز سے کامل تعاون کریں۔ منافقات اور اختلافات کو قریب نہ پھٹکنے دیں اور حبل اللہ پر مضبوطی سے چنگل ماریں تا فلاح دارین سے ہمکنار ہو سکیں۔

اس طرح وقت کی نزاکت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم سب اور جیسے صرف اس امر کی سوچ بچار میں ہی صرف نہ کر دیں بلکہ ضروری ہے کہ کوئی ٹھوس پروگرام بنا کر اس پر عمل پیرا ہوں۔ اس لئے جس جس جماعت [illegible]

اخبار ربوہ

ربوہ ۸ جون۔ آج عشاء کی نماز کے بعد بجلی کی کرنٹ کا افتتاح ہوا۔ اے۔ سی۔ ڈی۔ سی لمیٹڈ ربوہ کے زیر انتظام مسجد مبارک کی پیشانی اور بڑے دروازے پر مختلف رنگوں کے بلب لگائے گئے تھے۔ نیز شارع صدر پر کھمبوں کے ساتھ ٹیوبیں لگائی گئی تھیں۔ جونہی بجلی کی رو آئی مسجد مبارک اور شارع صدر جگمگا اٹھی۔ اور ربوہ بقعۂ نور بن گیا فالحمد للہ علی ذالک۔

۱۱ جون۔ مکرم خلیل احمد صاحب ناصر ایم۔ اے مبلغ امریکہ جو حال ہی میں جاپان میں ایک مذہبی کانفرنس میں شامل ہونے کے بعد ربوہ وارد ہوئے تھے قادیان دارالامان کی زیارت اور حیدرآباد دکن میں اپنے عزیزوں سے ملنے کے بعد واپس ربوہ پہنچے۔ بروز جمعہ عصر کی نماز کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور مقامی مجلس ربوہ کی طرف سے مکرم ناصر صاحب کے اعزاز میں ٹی پارٹی دی گئی۔

۱۲ جون صبح ساڑھے پانچ بجے جامعۃ المبشرین کی طرف سے مکرم ناصر صاحب کے اعزاز میں ایک ٹی پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ جس میں بہت سے بزرگان کرام شریک ہوئے۔ مکرم ناصر صاحب کو جناب پرنسپل صاحب نے ایڈریس پیش کیا۔ جس کے جواب میں مکرم ناصر صاحب نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ یہ تقریر اخبار میں علیحدہ شائع کی جائیگی

اس دن دوپہر کے کھانے کی دعوت لوکل انجمن ربوہ کی طرف سے دی گئی۔ جس میں ربوہ کے محلہ جات کے پریذیڈنٹ صاحبان اور تحریک جدید کے وکلاء صاحبان نے شرکت فرمائی کھانے سے فارغ ہونے کے بعد جنرل پریذیڈنٹ کی طرف سے مختصر سا ایڈریس پیش کیا گیا جس کا جواب خلیل احمد صاحب ناصر نے دیا۔ اسی دن مغرب کی نماز کے بعد زیر صدارت مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب درد اہالیان ربوہ کا ایک جلسہ مسجد مبارک میں زیر انتظام لوکل انجمن منعقد ہوا جس میں ایک گھنٹہ کے قریب ناصر صاحب نے تقریر فرمائی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "امریکہ میں تبلیغ اسلام" تقریر کے اختتام پر مختلف احباب نے سوالات کئے۔ اور صدر صاحب نے بھی بعض ضروریات امور کی طرف توجہ دلائی۔

۱۳ جون۔ مکرم خلیل احمد صاحب ناصر اور عبدالشکور صاحب ریشی سابق متعلم جامعۃ المبشرین بذریعہ جناب ایکسپریس امریکہ روانہ ہوئے ایک کثیر مجمع الوداع کہنے کے لئے اسٹیشن پر موجود تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر اعلیٰ اور مکرم مولوی جلال الدین صاحب شمس امیر مقامی بھی تشریف فرما تھے۔ حاضرین نے دعاؤں کے ساتھ اپنے بھائیوں کو الوداع کہا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے بھائیوں کا حافظ و ناصر ہو۔ اور ان کا سفر خیریت سے طے ہو۔ اور امریکہ ان کے ذریعہ جلد سے جلد احمدیت کے نور سے منور ہو۔ آمین۔ (الفضل)

۲۲ جون حضور ایدہ اللہ کا یہ خطبہ پہنچنے پر جو فرد بھی اس سے آگاہ ہوا اس کا اولین فرض ہے کہ اپنے محبوب آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے عملی قدم اٹھائے۔ اور یہی امر اطاعت حقہ کا مقتضی ہے (باقی صفحہ ۹ پر)

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ناظر آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کی طرف سے چند سوالات کے جوابات

ایک دوست کے چند سوالوں کے جواب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمائے ہیں۔ سوالات اور حضور کی طرف سے ان کے جواب درج ذیل ہیں:-

(۱) سوال:- اگر کوئی غیر احمدی جو مکفر نہ ہو مر جاتا ہے۔ تو راقم میت کے عزیز و اقارب کے ہمراہ قبر وغیرہ کھودنے چلا جاتا ہے۔ نماز جنازہ نہیں پڑھتا۔ لحد میں میت اتارنے کے بعد غیر احمدی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں۔ جسے فاتحہ خوانی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ راقم بھی اس دعا میں شامل ہو جاتا ہے کیا یہ ناجائز ہے؟

جواب:- غیر مکفر کی قبر پر دعا جائز ہے۔

(۲) سوال:- اگر کوئی غیر احمدی مر جائے۔ تو کیا تعزیت کے لئے پسماندگان کے پاس جانا احمدیوں کے لئے جائز ہے؟

جواب:- جائز ہی نہیں پسندیدہ ہے۔

(۳) سوال:- کیا شب برات کے روز حلوہ مانڈہ وغیرہ تیار کرنا احمدیوں کے لئے جائز ہے؟

جواب:- نہیں۔ یہ بدعت ہے۔

(۴) سوال:- مکفر کی صحیح تعریف کیا ہے؟

جواب:- ہر غیر احمدی مکفر نہیں وہ متردد یا خاموش ہے جو کہتا ہے کہ مرزا صاحب کافر ہیں۔ مکفر ہے۔

(۵) سوال:- نکاح خوانی کے بعد برکت کے لئے دعا کرنا (اگر دلہا دلہن غیر احمدی ہوں) ناجائز ہے؟

جواب:- جائز ہے جبکہ دعا غیر مسلم کے لئے بھی جائز ہے اور نکاح پر دعا تو حق انسانیت ہے۔

(۶) سوال:- کیا غیر احمدی میت کے لئے فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔ اگر ناجائز ہے؟ تو نماز میں دعا "ربنا اغفرلی و لوالدی" پڑھنے کا کیا مقصد ہے؟

جواب:- دعا کرنا جائز ہے۔ فاتحہ کا تعلق مردہ سے نہیں وہ تو زندہ سے متعلق ہے۔

نیز اس دوست نے ایک دوسرے احمدی کے متعلق لکھا ہے کہ اس کو تنبیہ کر دی جائے کہ وہ کسی غیر احمدی کے مرجانے پر میت کے رشتہ داروں کے ساتھ قبر وغیرہ کھودنے میں تعاون کیا کریں۔ تاکہ غیر احمدی ہم احمدیوں سے متنفر نہ ہوں۔ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ "تنفر کے ڈر سے کوئی کام کرنا اچھا نہیں۔ انسانی حقوق کے خیال سے یہ کام کرنے چاہئیں۔ اپنے بھائیوں کی امداد عین اسلام ہے" (الفضل)

اخبار احمدیہ قادیان

حضور کی طرف سے عید مبارک کا جواب

جناب مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اپنی اور درویشان قادیان کی طرف سے عید مبارک و دعا کا تار ارسال کیا تھا کراچی سے حضور نے آپکو ازراہ کرم اپنے دستخط سے ذیل کا جواب ارسال فرمایا ہے:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

مکرمی- السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا عید مبارک کا تار ملا- خیر مبارک۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء- دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل و کرم فرمائے۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ۵۴-۶-۱۱

تقاریر

۱۷ رجون بمسجد مبارک میں بعد عشاء محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی زیر صدارت مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے ۱۹۵۳ء میں شروع ہونے والی علاقہ ملکانہ میں تحریک شدھی اور جماعت احمدیہ کی طرف سے اس کا کامیاب مقابلہ پر تقریر کرتے ہوئے ایمان افزا واقعات سنائے۔

۲۳-جون- محترم سید شکیل احمد صاحب متعلم ایم ایس سی کلاس ڈھاکہ نے قصر خلافت میں زیر صدارت مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز بزبان انگریزی اپنی تقریر میں عصر حاضر کی ترقیات بالخصوص نئی ایجادات کا ذکر کیا اور بتایا کہ کیونکر امن عالم احمدیت و اسلام کے ساتھ وابستہ ہے اور بنی نوع انسان کی ایک ہی

دعائے صحت- میاں مولا بخش صاحب باورچی کو جو کہ احمدیہ شفاخانہ میں داخل ہیں حالت سخت نازک ہے۔ اکثر بیہوش رہتے ہیں۔ احباب ان کی صحت عاجلہ کاملہ کے لئے دعا فرمائیں

(باقی صفحہ ...)

ترجمہ قرآن مجید سے غیر ممالک میں دلچسپی

بیرونی ممالک کے مشنوں کی رپورٹیں

جرمنی ہمبرگ- ۵ رمئی مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے ڈاکٹر کانگ سوہنگ چیف میئر ہمبرگ کی خدمت میں قرآن مجید جرمن ترجمہ پیش کیا۔ پندرہ منٹ کی اس دلچسپ ملاقات میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے اسلام و احمدیت کے متعلق متعدد سوالات کئے جن کے جوابات دیئے گئے۔ انہوں نے تمام دنیا میں جماعت احمدیہ کے پھیلے ہوئے مشنوں کے کام کی اہمیت کو جو وہ اسلام کی خدمت کے سلسلے میں کر رہے ہیں بڑی توجہ سے سنا۔

انتقال حضرت مولوی مہر الدین صاحب سکنہ لالہ موسیٰ (ضلع گجرات) جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۳۱۳ اصحاب میں سے تھے۔ بعمر قریباً ۸۵ برس ۲۸/۲۹ مئی کی درمیانی شب کو وفات پا گئے۔ آپ آخری عمر میں چک بھینیا والا ۹ ضلع سرگودھا میں مقیم تھے۔ اور وہاں پر جماعت کی تعلیم و تربیت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ربوہ لا کر بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

تبلیغ امریکہ لاہور میں لاہور- ۹ رجون۔ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے ماہوار جلسہ میں مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر انچارج احمدیہ مشن امریکہ نے امریکن نوجوانوں کے احساس برتری، ڈسپلن قائم رکھنے اور جمہوریت کی اصل روح کے متعلق آدھ گھنٹہ تک خدام کے سامنے اظہار خیال فرمایا۔ اور احمدی نوجوانوں کو اعلیٰ اخلاق اور بلند کیرکٹر پیدا کرنے کی تلقین کی۔

نامزد مبلغ انڈونیشیا کا اعزاز کراچی ۱۲ رجون محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نامزد مبلغ اسلام برائے انڈونیشیا کے اعزاز میں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے ایک عصرانہ ترتیب دیا۔ جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی شرکت فرمائی۔

مغربی افریقہ کا مبلغ لائلپور میں لائلپور ۱۳ رجون۔ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر مبلغ مغربی افریقہ نے "افریقہ میں اسلام" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ جس میں افریقہ میں مسلمانوں کے حالات- تہذیب و تمدن- رسم و رواج نیز ...

ظروف اور ان کی تکالیف کہ جن کا وہاں کے مخصوص ماحول کی وجہ سے ایک اسلامی مبلغ کو کرنا پڑتا ہے وضاحت سے بیان کیا۔ آپ نے بتایا کہ وہاں جماعت احمدیہ کے سات مدارس ہیں ایک کالج بھی ہے۔ مدارس میں ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ آپ نے حاضرین کو جماعت احمدیہ کے ذریعہ تعمیر شدہ مرکزی احمدیہ مسجد کی تصویر بھی دکھائی۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد وہاں کے وزیر اعظم نے رکھا تھا۔

"ذکر حبیب" از حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب لاہور- ۸ رجون بعد از نماز جمعہ مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ میں ایک جلسہ میں حضرت بھائی قادیانی کا ایک مضمون "ذکر حبیب" کے موضوع پر پڑھ کر سنایا گیا۔ چونکہ آپ نے حال ہی میں اپنے دانت نکلوائے ہیں۔ اور تکلیف کی وجہ سے آپ کے لئے زیادہ دیر بولنا ممکن نہیں تھا۔ اس لئے آپ کا مضمون کسی اور نے پڑھ کر سنایا۔ مضمون کے پڑھے جانے کے وقت حاضرین پر عجیب کیفیت طاری تھی- اور وہ اپنے پیارے آقا کی یاد میں بے قرار تھے۔ آخر میں حضرت بھائی جی نے بھی باوجود تکلیف کے اپنی زبان سے بعض گرانقدر نصائح فرمائیں۔

بابرگ و بار ہو ویں یہ خبر ہمارے لئے باعث مسرت و ازدیاد ایمان ہے کہ امسال خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دس افراد میٹرک کے امتحان میں شریک ہوئے تھے اور سب کے سب کامیاب ہو گئے۔ الحمد للہ۔

پنڈت لیکھرام نے کہا تھا کہ قلیل عرصہ میں حضور کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اور مسلمانوں میں سے بھی مدعیان الہام نے ایسی پیشگوئیاں کی تھیں یہ سب دشمن خائب و خاسر و ذلیل ہوئے اور اللہ تعالیٰ حسب وعدہ اس خاندان و جماعت احمدیہ کو برکت پر برکت دے رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے دعائیہ نظم میں فرماتے ہیں ؎

اک سے ہزار ہو ویں
بابرگ و بار ہو ویں

زکوٰۃ مال کو پاکیزہ بناتی ہے

خطبہ جمعہ

تقدیر کا جو حصہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے اختیار میں رکھا ہے اس میں کوشش اور تدبیر کے بغیر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا کرتا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۰ مئی ۱۹۵۴ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اپنی

تقدیر کے دو حصے

کئے ہوئے ہیں۔ تقدیر کا ایک حصہ اس نے اپنے بندوں کے سپرد کیا ہوا ہے۔ اگر وہ بندوں کے سپرد نہ کرتا تو بندوں کے پاس اس کے نفاذ کا کوئی ذریعہ نہ ہوتا۔ دوسرا حصہ اس نے اپنے قبضہ میں رکھا ہے۔ اس دوسرے حصہ میں سے کچھ تو اس شکل میں ہے کہ دائمی طور پر اس کا قانون چلتا ہے اور کچھ اس طور پر ہے کہ اس کا قانون وقتی طور پر چلتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو خدا تعالیٰ نے زبان بنائی ہے۔ ایک طرف تو انسان کو اتنی آزادی حاصل ہے کہ وہ زبان سے خدا تعالیٰ کو بھی گالیاں دے لے۔ تو اس کے لئے کوئی روک نہیں۔ اور لوگ گالیاں دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک چشم دید واقعہ

سنایا کرتے تھے کہ ایک شخص جو بعد میں ماعون ہو گیا تھا۔ اس کا ایک بچہ فوت ہو گیا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد صاحب یا آپ کے بڑے بھائی کے گھر آیا اور چیخ مار کر کہنے لگا خدا تعالیٰ نے مجھ پر کتنا ظلم کیا ہے کہ اس نے میرا بچہ مار دیا۔ اس طرح اپنی زبان سے اس نے شکوہ بھی کر لیا۔ اس نے خدا تعالیٰ کو گالی تو بھی کہہ لیا اور خدا تعالیٰ کے متعلق اس کے دل میں انقباض بھی پیدا ہو گیا۔ دوسری طرف اگر اسی زبان کے ساتھ دنیا کے تمام بادشاہ، وزراء، علماء اور فقہاء ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جائیں اور کہیں بیٹے کو کڑوا یا میٹھے کو کڑوا کہہ۔ تو وہ ایسا کبھی نہیں کرے گی۔ وہ میٹھے کو میٹھا ہی چکھے گی۔ اور کڑوے کو کڑوا ہی چکھے گی۔ گویا ایک طرف اللہ تعالیٰ نے زبان کے متعلق انسان کو اتنی آزادی دی ہے کہ اگر وہ چاہے تو خدا تعالیٰ کو بھی گالیاں دے لے۔ اور دوسری طرف اس میں اتنی طاقت ہی نہیں رکھی کہ وہ میٹھے کو کڑوا چکھے یا کڑوے کو میٹھا چکھے۔

حقیقت یہ ہے

کہ تقدیر کا ایک حصہ خدا تعالیٰ نے انسان کے ہاتھ میں دے دیا ہے اور اسے کہا ہے کہ وہ خود کام چلائے اس میں اپنی عقل کو استعمال کرے۔ اور دوسرا حصہ اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ جو حصہ اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ وہ بدل نہیں سکتا۔ مثلاً میٹھا میٹھا ہی رہے گا۔ اور کڑوا کڑوا ہی رہے گا۔ ہاں اس کے قانون کے ماتحت وہ بعض اوقات بدل بھی جاتا ہے مثلاً کسی کا جگر خراب ہو جائے تو اسے میٹھی چیز کڑوی لگتی ہے۔ یا بعض خرابیوں کی وجہ سے نمک تیز لگتا ہے۔ میٹھی چیزیں میٹھا اس کم معلوم ہوتی ہے۔ کڑوی چیزیں پھیکی معلوم ہوتی ہیں۔ یا پھیکی چیزیں کڑوی معلوم ہوتی ہیں۔ غرض

تقدیر کا وہ حصہ

جو خدا تعالیٰ نے اپنے قبضہ میں رکھا ہے وہ تبدیل نہیں ہو سکتا۔ اس میں تبدیلی واقع ہو گی۔ تو خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے ماتحت ہی ہو گی۔ تم اگر چاہو بھی تو اسے بدل نہیں سکتے۔ ہاں جو حصہ تقدیر کا انسان کے سپرد ہے اس میں جو چاہے کرے۔ خدا تعالیٰ نے اس میں کوئی روک پیدا نہیں کی۔ مثلاً زبان انسان کے قبضہ میں ہے وہ اگر چاہے تو باپ کو گالیاں دے لے۔ حکومت کو برا کہہ لے۔ استاد کو برا کہہ لے۔ وہ اگر گالی چاہے تو اپنی عزیز ترین چیز کو غلیظ گالی دے لے۔ لیکن جو حصہ اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اس میں انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تقدیر کا جو حصہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اس میں وہ انسان کو اختیار نہیں دیتا۔ لیکن جو حصہ اس نے انسان کے ہاتھ میں دیا ہے۔ اس کے نتائج

انسان کے کام کے مطابق

پیدا ہوتے ہیں۔ چاہے وہ اپنے لئے پھانسی کا حکم دے لے۔ خدا تعالیٰ فرشتوں کو کہہ دے گا اسے پھانسی لگنے دو کیا تم نے دیکھا نہیں کہ بعض لوگ اپنے گلے میں رسے ڈال کر خودکشی کر لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اس میں کوئی روک پیدا نہیں کرتا۔ وہ کہتا ہے میرا اس میں کوئی دخل نہیں۔ تم اگر گلے میں رسہ ڈال کر پھانسی لیتے ہو۔ تو تمہیں پھانسی مل جائے گی ہاں موت کے بعد میں تمہیں جہنم میں ڈالوں گا۔ دنیا میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ یا کوئی شخص

اسلام کے خلاف تقریر

کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے رسول کے خلاف تقریر کرتا ہے۔ قرآن کریم کے خلاف تقریر کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی زبان کو چلنے دیتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں وہ چیزیں ہیں۔ جن پر انسان کو اختیار حاصل نہیں۔ ان میں انسان کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ چاہے وہ کتنا زور لگا لے۔ مثلاً تمہاری انگلی اگر تم اسے سوئی کے ناکہ میں ڈالنے کی کوشش بھی کرو۔ تو اس کو نا کہ میں نہیں ڈال سکتے۔ خواہ کوئی جرنیل ہو نواب ہو یا بادشاہ ہو

دنیا کی بڑی سے بڑی حکومت

اس کے پاس ہو۔ لیکن وہ اپنی انگلی سوئی کے ناکہ میں نہیں ڈال سکتا۔ یا مثلاً میٹھا ہے تم اگر چاہو کہ اسے کڑوا چکھ سکے۔ کڑوے کو میٹھا نہیں چکھ سکتے۔ آواز ہے۔ کہ تمہیں کسی عزیز کی آواز آتی ہے تو تم اگر چاہو کہ تمہیں اس کی آواز کی بجائے کسی دوسرے شخص کی آواز آئے تو نہیں آ سکتی۔ کسی کے ہاں بد صورت لڑکا پیدا ہوا ہو۔ تو اگر وہ چاہے کہ وہ خوبصورت ہو جائے تو وہ اسے خوبصورت نہیں بنا سکتا۔ کسی کے لڑکے کا قد چھوٹا ہو تو اس کے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں کہ وہ اس کے قد کو لمبا کر دے۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جو چیزیں خدا تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ میں رکھی ہیں ان کے متعلق ہمارا یہ خیال بالکل غلط ہو گا کہ ہم بیٹھیں اس کے نتائج خدا تعالیٰ پیدا کر دے گا۔ جو چیزیں خدا تعالیٰ نے ہمارے اختیار میں رکھی ہیں۔ ان کا ایک ہی طریق ہے کہ ہم ان کے متعلق

کوشش اور تدبیر سے کام

لیں گے تو ان کا نتیجہ پیدا ہو گا۔ ورنہ نہیں مسلمانوں کی تباہی کا موجب یہی بات ہوئی ہے کہ انہوں نے تدبیر چھوڑ دی۔ انہوں نے اپنی حکومت کو برقرار رکھنے کے لئے غور و فکر کرنا ترک کر دیا تھا۔ دشمن نے توپیں بنا لیں۔ اس نے توپیں ایجاد کیں۔ گولہ بارود ایجاد کیا اور ملک کو منظم کر کے مضبوط حکومت قائم کر لی۔ مستقل فوجیں قائم کیں۔ ملازموں کی معقول تنخواہیں مقرر کیں۔ تا وہ رشوت نہ لیں۔ لیکن مسلمان اپنے پرانے طریق پر چلتے چلے گئے۔ وہ یہی سمجھتے رہے کہ فتح اور شکست اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ جب چاہے خرچ کرے۔ خرچ کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ لڑکوں کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ بادشاہ وقت نے انہیں ان کا ماتحت بنا رکھا تھا۔ کسی بادشاہ نے اس نے ملک میں اعلان کر دیا۔ جب کوئی جنگ آ گئے نکل آیا اور دعویٰ کر کے نکلا کہ کوئی تلوار اٹھا کے نکل آیا۔ کیا ہے اس نے بکری ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہے اور

دشمن پر غصہ کا اظہار

کر رہا ہے۔ کوئی قصاب ہے تو اس نے چھری تیز کر رہا ہے۔ لیکن کیا منظم فوج اور کیا غیر منظم لوگ غیر منظم لوگ ہزار بھی ہوں تو پانچ منظم سپاہی انہیں شکست دے سکتے ہیں کیونکہ انہیں لڑنے کا طریق نہیں آتا۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اصول کے ماتحت دائیں بائیں ہو کر کس طرح لڑا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ کوئی بے وقوف بادشاہ تھا اس نے خیال کیا کہ قصاب لوگ روزانہ بکرے کاٹتے ہیں۔ انہیں اس کام کی خوب مشق ہے اس لئے کیوں نہ ان سے فوج کا کام لیا جائے۔ اور فوج پر جو لاکھوں روپے سالانہ خرچ ہوتے ہیں انہیں بچایا جائے۔ چنانچہ اس نے فوج کو منتشر کر دیا۔ اور ملک کے قصابوں کو حکم دیا۔ کہ اگر ملک پر حملہ ہوا تو وہ دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ کسی ہمسایہ بادشاہ نے سنا کہ اس ملک کا بادشاہ ایسا بے وقوف ہے کہ اس نے فوج کو منتشر کر دیا ہے اور قصابوں کو دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے حکم دیا ہے تو اس نے حملہ کر دیا۔ بادشاہ نے اپنے وزراء کو حکم دیا کہ ملک کے سارے قصاب جمع کر کے انہیں دشمن کی فوج کے مقابلہ پر بھیجا جائے۔ چنانچہ

ملک کے سارے قصاب

جمع کر لئے گئے۔ قصاب لوگ حیرت سے بکرے ذبح کرتے جانتے تھے۔ انہیں جنگ کا کیا پتہ تھا۔ وہ بستے کھینچے اور چھریاں ہاتھ میں پکڑے دشمن کی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے چلے گئے۔ گویا وہ بکرے ذبح کرنے جا رہے ہیں۔ جب دشمن سامنے آیا تو اس کے ایک سپاہی کو پکڑ کر کوئی اس کا سر پکڑتا کوئی ٹانگیں مضبوطی سے پکڑتا اور پھر اس کی گردن پر چھری پھیرتا۔ لیکن دشمن نے بے تحاشہ بندوقیں مارنی شروع کر دیں۔ چند ہی منٹ میں قصاب سر پر پاؤں رکھ کر شہر کی طرف بھاگے۔ اور فریاد فریاد کرتے ہوئے دربار میں پہنچے۔ اور بادشاہ سے کہنے لگے۔ بادشاہ سلامت دشمن کے سپاہیوں کو سمجھ نہیں کہ ہم بکرا ذبح کرتے ہیں تو ان کی ٹانگیں اور بازو پکڑتے ہیں۔ زمین پر لٹاتے ہیں۔ اور پھر گردن کاٹتے ہیں۔ لیکن وہ یونہی تلوار چلاتے چلے جاتے ہیں یہ کوئی اصول نہیں۔

یہ بے اصولا پن ہے

ابھی وہ قصاب بات کر رہے تھے کہ دشمن کی فوج شہر میں داخل ہو گئی۔ اور اس نے بادشاہ کو قید کر لیا۔ یہی حال مسلمانوں کا تھا جب انہوں نے اپنے متعلق کوشش کرنا ترک کر دیا تو

دھوکہ کھا گئے۔ اور اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ کہ مسلمانوں نے توکل توکل کا ورد کرنا شروع کیا۔ تو خزانوں کا انتظام کیا گیا۔ اور ٹیکس لگ گئے یا کسی پر [illegible] لگا دیا گیا۔ اور کسی پر نہ لگایا۔ ہائی کورٹ [illegible] جج ہیں۔ تو ان کی تنخواہ [illegible] روپے ماہوار ہے۔ دو چار دفتر مقرر ہیں [illegible] کی ضرورت محسوس ہوئی تو سب لوگوں کو باہر نکال [illegible] دیا۔

نتیجہ یہ ہوا

کہ یورپ کی [illegible] بڑی طاقتوں نے مسلمانوں کی [illegible] شکست دے دی۔ بخارا کی حکومت بڑی [illegible] حکومت تھی۔ اس نے ایک طرف ایران کو اپنے ماتحت کر لیا تھا تو دوسری طرف بغداد کی حکومت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے۔ وہ سندھ تک فتوحات کرتے چلے آئے۔ لیکن جب اس حکومت پر روس نے حملہ کیا۔ تو یہ اس کے مقابلے کی تاب نہ لا سکی۔ روس کی فوجوں کے پاس توپیں تھیں گولہ بارود تھا۔ زمانہ کے مطابق ہتھیار رکھتے۔ لیکن بخارا کی حکومت

نئے سامان جنگ سے محروم

تھی۔ جب اس نے توپیں بنانے کا حکم دیا۔ تو [illegible] نے فتویٰ دے دیا۔ کہ یہ جائز نہیں کیونکہ رسول کریم [illegible] نے نہیں بنایا [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] اپنے اختیار میں رکھا ہے۔ بادشاہ نے [illegible] دشمن ان توپوں کے ذریعہ تین تین میل تک حملہ کرتا ہے۔ اس کا مقابلہ ہم کیسے کریں گے۔ [illegible] نے کہا یہ بالکل جھوٹ ہے کہ دشمن تین تین میل سے توپ سے گولہ پھینک سکتا ہے۔ بہرحال [illegible]

اعتراضات کی وجہ

حکومت نے توپ خانہ [illegible] دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب [illegible] روس نے حملہ کیا۔ تو [illegible] کے پاس [illegible] فوج تھی۔ لیکن چونکہ ان کے پاس [illegible] نمونہ کے ہتھیار تھے۔ اس لئے انہوں نے [illegible] دو دو تین تین میل سے [illegible] مسلمانوں پر [illegible] شروع کر دی [illegible] اور آیات قرآنیہ پڑھتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھے۔ دشمن نے جب دیکھا کہ

پاگلوں کا ایک گروہ

ہاتھوں میں تسبیحیں پکڑے آگے بڑھ رہا ہے تو اس نے ایک گولہ ان پر پھینکا۔ اس پر وہ سمجھے [illegible] کہ [illegible] پیچھے کی طرف بھاگ گئے اور بادشاہ کے پاس [illegible] یہ تو سحر ہے آیات قرآنیہ بھی اس پر اثر نہیں کرتیں۔ اب اس فوج کو تم خود سنبھالو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] بخارا جو مسلمانوں کی ایک [illegible] حکومت تھی

آج عیسائیت کا مرکز بنا ہوا ہے [illegible] اس جگہ سے [illegible] دنیا پر حملہ کر رہا ہے۔

تم یاد رکھو

کہ جو چیزیں خدا تعالیٰ نے تمہارے سپرد کی ہیں وہ تم نے ہی کرنی ہیں۔ ان کے متعلق توکل [illegible] اور ان کا نام خدا تعالیٰ کی مدد رکھنا بالکل جھوٹ ہے۔ ایسا ہی ہے۔ جیسے بعض لوگ جنہیں کام کرنے کی عادت نہیں ہوتی۔ جب ان سے پوچھا جائے کہ فلاں کام کیسے ہو گا؟ تو وہ کہہ دیتے ہیں۔ آپ کی دعا سے ہی یہ ہو گا۔ ایسا ہی ایک [illegible] شخص میرے پاس سندھ کی زمینوں پر کام کرتا ہے۔ اس کی عادت ہے۔ کہ جو بات میں کرتا ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ

آپ کی دعا سے

یہ کام ہو گا۔ میں نے اس دفعہ اس سے کہا کہ یہ کام تم نے ہی کرنا ہے۔ اور اگر تم نے یہ کام نہ کیا۔ تو فصل کا بیڑا غرق ہو جائے گا۔ میری دعا نے کچھ نہیں کرنا۔ خدا تعالیٰ نے یہ کام تمہارے سپرد کیا ہے۔ اور تم نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ میں نے کچھ نہیں کرنا۔ آپ کی دعا سے سب کچھ ہو گا۔ اس سے کام کا بیڑا غرق ہو جائے گا۔ چنانچہ واقعہ میں کام کا بیڑا غرق ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے

کہ لوگوں نے مختلف نظریئے بنائے ہوئے ہیں۔ مثلاً انفرادی زندگی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ اور جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ وہ بالعموم فاقوں مرتے ہیں۔ نہ ان کے تن پر کپڑا ہوتا ہے۔ اور نہ انہیں پیٹ بھرنے کو کچھ میسر ہوتا ہے پھر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ لیکن اگر ساتھ ہی کوئی بات ہو جائے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ یہ جنوں بھوتوں یا [illegible] کی وجہ سے ہو گیا ہے۔ اتفاقی حادثے کے طور پر ان کے بعض کام ہو جاتے ہیں۔ لیکن جہاں عمل کی ضرورت ہوتی ہے یہ لوگ تباہ ہو جاتے ہیں۔ پھر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہمارے کاموں میں انسانی عقل اور تدبیر کا دخل ہے۔ ان کے ہاں اگر کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ تو ڈاکٹر سے علاج کراتے ہیں۔ اور جہاں تک علم طب نے ترقی کی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ یہ لوگ دوسروں سے [illegible] ہیں۔ اور جہاں انسانی علم نے کوئی دوا ایجاد نہیں کی۔ وہاں یہ لوگ بھی موت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ لیکن

قومی زندگی کا موجب

بن جاتے ہیں کیونکہ جب قوم میں یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ ہم نے فلاں مرض کا علاج ایجاد نہیں کیا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے یہ کام ہمارے سپرد کیا ہوا ہے تو وہ اس کا علاج تلاش کرتی ہے اور کوئی نہ کوئی دوائی ایجاد کر لیتی ہے۔ اس طرح جو شخص علاج میسر نہ آنے کی وجہ سے مر جاتا ہے۔ وہ نئی دوا ایجاد کرانے کا موجب ہو جاتا ہے۔ اس طرح مرنے والا شخص صحت تو بے شک مر جاتا ہے۔ لیکن قومی زندگی کا موجب ہو جاتا ہے۔ مثلاً کینسر ہے۔ اس کا پہلے کوئی علاج نہیں تھا۔ اس کا علاج نکال لیا گیا ہے۔ اور وہ اس علاج کے ذریعہ کینسر کے پندرہ بیس فیصدی مریض ٹھیک بھی ہونے لگ گئے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ممکن ہے کہ سائنس اس قدر ترقی کر جائے کہ کینسر ایک معمولی مرض ہی ہو کے رہ جائے۔

غرض قانون قدرت نے بعض کام

ہمارے سپرد کئے ہیں

اور ہم اپنی تدبیر کے ذریعہ ان کو بہتر طور پر سرانجام دے سکتے ہیں۔ اگر ہم وہ کام نہ کر سکتے۔ تو خدا تعالیٰ ہمارے سپرد وہ کام نہ کرتا۔ خدا تعالیٰ [illegible] انسان کے سپرد وہ کام کرتا ہے جس کا مادہ اس میں موجود ہوتا ہے۔ اور ایسی تمام چیزیں اس نے انسان کے اختیار میں دے دی ہیں [illegible] دنیا میں

نئی نئی ایجادات

ہو رہی ہیں۔ اور سائنس دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ کسی وقت اسلامی حکومت کے زمانہ میں یہی حالت تھی۔ مسلمان علماء دن رات ایجادات میں لگے رہتے تھے۔ مثلاً طب ہے۔ مسلمانوں نے اسے کمال تک پہنچا دیا اور آج بھی یورپین طب کے مقابلہ میں ہماری طب کو بعض باتوں میں امتیاز حاصل ہے۔ سرجری میں بیشک یورپین طب نے کمال حاصل کر لیا ہے۔ لیکن علاج کے سلسلہ میں ہماری طب کو بعض باتوں میں فوقیت حاصل ہے۔ اور

مسلمان علماء کی محنت کا نتیجہ

ہے۔ کہ ہماری طب بعض باتوں میں آجکل کی طب یورپین پر فوقیت رکھتی ہے۔ پھر اس کے اوپر ایک اور گروہ ہے جو دنیوی تدابیر کے ساتھ ساتھ دعا کو بھی اہمیت دیتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ جہاں انسانی عقل رہ جائے۔ اور وہاں خدا تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ استمداد کی جائے۔ تو کام میں کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہ لوگ اور بھی محفوظ ہیں۔ لیکن ایک موقعہ ایسا بھی آتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ انسان کو کہتا ہے کہ اب تیری زندگی دنیا [illegible] کا [illegible] ہے۔ اب تو میرے پاس آ جا۔ یہاں نہ اعتقاد اور پرہیز کام کرتا ہے نہ دعا [illegible] کرتی ہے۔ سائنس کی تدابیر بھی تمام کی تمام بے کار ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اور دعا بھی کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتی۔

یہی حال قومی زندگی کا ہے

اس میں بھی بعض باتیں خدا تعالیٰ نے اپنے قبضہ میں رکھی ہیں۔ اور بعض باتیں اس نے انسانوں کے سپرد کر دی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دعویٰ فرمایا۔ تو کفار نے آپ کا مقابلہ شروع کر دیا۔ انہوں نے آپ پر حملے کئے اور ہر طرح سے ایذا دہی شروع کر دی۔ تو بعض مواقع پر آپ نے یہ کہا۔ کہ تم اپنی مظلومی کا اعلان کرو۔ اور ماریں کھاتے جاؤ۔ پھر ایک وقت پر جا کر آپ نے یہ تجویز کی۔ کہ تم

حبشہ کی طرف ہجرت

کر کے چلے جاؤ۔ پھر ایک موقعہ پر آپ نے مدینہ جانے کی اجازت دے دی۔ اور پھر بعد میں خود بھی ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ اور جب دشمن پھر بھی ایذا دہی سے باز نہ آیا۔ تو آپ نے خدا تعالیٰ سے حکم پا کر صحابہ کرام کو کفار سے لڑنے کا حکم دے دیا۔ گویا آپ نے خدا تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق مختلف مواقع پر مختلف قسم کے احکام صحابہؓ کو دیئے۔ اور مختلف تدابیر سے کام لیا۔ اگر کوئی قوم ان تدابیر سے کام نہیں لیتی۔ تو وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ جب آپ نے صحابہؓ سے صبر کرنے کو کہا۔ اس وقت اگر صبر نہ کیا جاتا۔ تو ظلم اور بڑھ جاتا۔ پھر جب آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو اگر صحابہؓ ہجرت کر کے حبشہ نہ چلے جاتے۔ تو چونکہ مکہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی تھی اس ترقی کو دیکھ کر دشمن کا غصہ اور بڑھ جاتا۔ جب دشمن اپنے مدمقابل کو حقیر اور ذلیل سمجھتا ہے۔ تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اور ممکن ہے کہ ایک دن اس کی طاقت اتنی بڑھ جائے کہ وہ اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ تو وہ اس کی برداشت نہیں کر سکتا۔

کفار کی ایذا رسانی

کے باوجود جب مسلمان مکہ میں بڑھنے لگے۔ اور مکہ والے کفار گھبرانے لگے۔ تو خدا تعالیٰ سے حکم پا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ سے کہا۔ کہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جاؤ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان کفار کو [illegible] نظر آنے لگ گئے۔ اور ان کا جوش کچھ کم ہو گیا [illegible] لیکن جب پھر مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی۔ کفار نے ایذا رسانی کا سلسلہ شروع کر دیا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کو مدینہ جانے کی اجازت دے دی۔ مدینہ کی طرف

ہجرت کرنے والے صرف چند دو ہی تھے۔ لیکن دوسرے دن دیکھا گیا کہ مکہ کے دو محلے خالی ہو گئے ہیں۔ گویا مکہ میں ایسے لوگ بھی موجود تھے۔ جو ظاہری طور پر ایمان نہیں لائے تھے لیکن دل سے مسلمان تھے۔ اور وہ اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھے۔ غرض جب مسلمانوں کے ایک حصہ نے

مدینہ کی طرف ہجرت

کی۔ تو مکہ میں مسلمان پھر تھوڑے سے رہ گئے۔ اور کفار کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔ اور اس کے بعد جب مکہ والوں نے دیکھا کہ اسلام اب مکہ سے باہر بھی پھیلنا شروع ہو گیا ہے۔ تو ان میں نئی قسم کا جوش پیدا ہو گیا۔ اور انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ پس یہ مختلف تجاویز تھیں۔ جن پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمل کیا۔ اگر مسلمانوں کو ایذا دہی پر ابتدا میں صبر کا حکم نہ ہوتا۔ تو کفار چڑھ جاتے۔ اور ایذا دہی میں بڑھ جاتے۔ پھر اگر حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم نہ ہوتا تو مسلمانوں کی تعداد مکہ میں بڑھ جاتی۔ اور اس طرح کفار کا جوش بڑھ جاتا۔ پھر جب دوبارہ مسلمانوں کی تعداد مکہ میں بڑھ گئی۔ تو آپؐ اس وقت مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم نہ دیتے۔ تو

کفار کا جوش

اور بھی زیادہ ہو جاتا۔ اور وہ ایذا دہی میں پہلے سے بھی بڑھ جاتے۔ پھر جب صناد ید عرب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ بھیج دیا۔ پھر جب کفار نے مدینہ پر بھی حملہ کیا تو خدا تعالیٰ نے کہا۔ تم ان سے لڑائی کرو۔ اس وقت مسلمان اگر ہاتھ میں تسبیحیں پکڑ کر آیات قرآنیہ کا ورد شروع کر دیتے تو انہوں نے تباہ ہو جانا تھا۔ کیونکہ وہ وقت لڑائی کا تھا۔ کسی اور کام کا نہیں تھا۔ چنانچہ پہلے یہ حکم دیا کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کرو۔ پھر ایک وقت کے بعد جا کر مدینہ سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کرنے کا حکم ہوا۔ اور پھر یہ حکم ہوا۔ کہ دشمن کے گھروں پر جا کر ان پر حملہ کرو۔ اگر ان تجاویز پر عمل نہ کیا جاتا۔ تو مسلمان کبھی ترقی نہ کر سکتے۔

میں دیکھتا ہوں

کہ ہماری جماعت میں صرف ایک ہی چیز پائی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی خرابی پیدا ہو یا جماعت پر کوئی مصیبت یا تکلیف آئے تو چندہ دے دیا۔ لوگ جانی قربانی والے حصہ کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے۔ میں نے مومنوں سے ان کے مال اور جانیں دونوں چیزیں خرید لی ہیں۔ بان لھم الجنۃ اور اس کے بدلہ میں انہیں جنت دی۔

دی ہے۔ پس صرف چندہ دینے سے کیا بنتا ہے۔ صرف چندہ والا تو خدا تعالیٰ سے تمسخر کرتا ہے۔ گو چندہ دینے والے بھی ایسے ہیں۔ کہ ان میں سے ایک اچھی پرسنٹیج (Percentage) ایسی ہے جو چندہ دینے میں بھی کمزور ہے۔ اگر مجموعی طور پر قوم چندہ دینے میں ترقی کر جائے۔ تو ان کی کمزوری کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اور ان سے صرف ایک دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن

زیادہ اہم بات یہ ہے

کہ مالی قربانیوں کے ساتھ ساتھ جسمانی قربانیاں بھی کی جائیں۔ اور جسمانی قربانی صرف چند مبلغ کر رہے ہیں۔ جو بیرونی ممالک میں تبلیغ کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

پس تم اپنی ضروریات کو سمجھو۔ جماعت کی مخالفت بڑھ چکی ہے۔ اور تمہاری جانیں محفوظ نہیں ہیں۔ اگر تم قومی طور پر کوئی تدبیر نہیں کرتے۔ تو تم مر جاؤ گے۔ اگر تم بچاؤ کی تدبیر کرتے ہو۔ اور جسمانی قربانی بھی مالی قربانی کی طرح پیش کرتے ہو۔ تو تمہاری جانیں محفوظ ہو جائیں گی دنیا میں معمولی معمولی جھگڑوں پر لوگ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اگر ہمیں جیلوں میں جانا پڑے۔ تو ہم چلے جائیں گے۔ چنانچہ وہ گروہ در گروہ جیلوں میں چلے جاتے ہیں۔ آخر حکومت مجبور ہو کر انہیں چھوڑ دیتی ہے۔

گاندھی جی بھی اسی طرح کرتے تھے

کہ وہ جب کوئی بات منوانا چاہتے تھے۔ تو پندرہ بیس ہزار لوگوں کو قید کروا دیتے تھے۔ مگر گورنمنٹ کے پاس محدود بجٹ ہوتا ہے۔ وہ اس قدر قیدیوں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔ پھر جیلوں کی حفاظت کے لئے پولیس رکھنی پڑتی ہے۔ جس سے اس کا خرچ بڑھ جاتا ہے۔ اگر پچاس لاکھ روپیہ ماہوار بھی جیل خانوں پر خرچ ہو۔ تو چھ کروڑ سالانہ خرچ بڑھ جاتا ہے۔ اور اس وقت ملک کی آمد اس قدر نہیں تھی۔ کہ وہ اتنا بوجھ زائد اٹھا سکیں۔ پھر ان ایجی ٹیشنوں میں لوگوں پر لاٹھی چارج بھی کرنے پڑتے۔ جس کی وجہ سے پولیس بڑھانی پڑتی تھی۔ اس طرح دو ماہ میں ہی حکومت مطالبات مان لیتی تھی۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ تم بھی اسی طرح کرو۔ کیونکہ یہ طریق گاندھی جی کے طریق کے خلاف تھا۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا۔ کہ تمہیں اس کے متعلق ایسا سوچنا پڑے گا۔

اگر تم نے زندہ رہنا ہے

تو تمہیں کوئی مناسب تدبیر نکالنی ہو گی۔ اور ہر احمدی کو اس بات پر غور کرنا پڑے گا۔ کہ کیا وہ احمدی رہنا چاہتا ہے یا نہیں۔ اگر اس نے احمدی رہنا ہے۔ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ غور کرے۔ ایسی تدبیر نکالے جس سے اس کی قوم کی عزت قائم ہو۔ وہ دوسرے لوگوں سے تبادلہ خیالات کر کے کسی نتیجہ پر پہنچے۔ اب تو عملی کا یہ حال ہے کہ مجھ پر حملہ ہوا۔ تو باہر والوں نے آ کر ربوہ والوں کو خوب گالیاں دیں۔ اور کہا ربوہ والوں کی موجودگی میں خلیفہ پر حملہ ہو گیا ہے۔ لیکن ہوا کیا۔ جماعت کے افراد نے شوریٰ میں تقریریں کیں۔ اور پھر واپس چلے گئے۔ کسی نا فکر کو آج تک یہ توفیق نہیں ملی۔ کہ وہ حفاظت کے لئے کوئی زائد آدمی رکھے اور نہ باہر والوں نے اس کی نگرانی کی۔ نہ آدمی پیش کئے۔ تین آدمیوں کو امور عامہ نے افسر کے طور پر بلانا چاہا۔ لیکن فرائیوں نے معذرت کر دی۔ اور بعض نے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ ہم اس ذمہ داری کے قابل نہیں یعنی اب تو خلیفہ پر حملے ہونے لگ گئے ہیں۔ اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنے کے ہم قابل نہیں جب عمل کرنے کی ہمت نہیں تھی۔ تو ریزولیوشن پاس کرنے کا کیا فائدہ تھا۔ ربوہ والوں کو بے حیا کہہ دینا آسان ہے۔ لیکن

عمل کرنا مشکل ہے

ربوہ والوں سے جو کوتاہی ہوئی۔ اس کا داغ تو اب جاتا نہیں۔ قادیان میں یہ ہوتا تھا۔ کہ نماز میں پہلی دو تین صفوں میں معروف آدمیوں کو بٹھایا جاتا تھا۔ مولوی شیر علی صاحب خالص مذہبی آدمی تھے لیکن اس بارہ میں وہ غلو کی حد تک پہنچ گئے تھے۔ وہ مسجد میں پہنچتے ہی معروف لوگوں کو آگے بٹھانا شروع کر دیتے۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب بھی مولوی تھے۔ لیکن ان میں یہ عادت تھی۔ کہ وہ مسجد میں جاتے ہی پہلی صفوں کا جائزہ لیتے اور غیر معروف لوگوں کو پیچھے کر دیتے۔ ہم پر فوج نے تو حملہ نہیں کرنا۔ اکا دکا بدمعاش اور بے ایمان ہی آئے گا۔ اور شرارت کرے گا۔ اور اسے روکنے کا یہی علاج ہے کہ اگر دو تین صفوں میں کسی غیر معروف آدمی کو نہ بیٹھنے دو۔ اب یہ ہوا ہے کہ باہر والے تم کو گالیاں دے کر اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ اور تم نے شرم کے مارے گردن نیچے ڈال لی کسی شاعر نے کہا ہے

عجب طرح کی ہوئی فراغت گدھوں پہ لادا ہے بار اپنا

جماعت نے کہہ دیا کہ یہ لو چندہ۔ اور اس سے کچھ جان قربان کرنے والے لوگ رکھو ہم جانیں پیش نہیں کر سکتے۔ ہماری طرف سے چندہ لے لو۔ لیکن ہماری قوم نے اگر زندہ رہنا ہے تو اسے مالی قربانی کے ساتھ ساتھ

جانی قربانی بھی کرنی پڑے گی

اور اگر اس نے مرنا ہی ہے۔ تو شرافت کی موت یہ ہے کہ بزدلی اور ذلت کی موت نہ مرے۔ اور یوں کہتے ہیں۔ کوئی پٹھان تھا۔ اس نے اپنی مونچھیں اونچی کر لیں۔ اور بعد میں اتنا غلو کیا۔ کہ وہ تلوار ہاتھ میں لے لیتا اور جس شخص کی مونچھیں اونچی دیکھتا اسے کہتا تم اپنی مونچھیں نیچی کرو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ مونچھیں اونچی رکھنے کا حق صرف مجھے ہے۔ لوگ اپنی عزت بچانے کی خاطر مونچھیں نیچی کر لیتے۔ کوئی غریب دوکاندار تھا۔ وہ روزانہ یہ نظارہ دیکھتا۔ کہ وہ پٹھان تلوار ہاتھ میں لے کر نکل آتا ہے۔ اور لوگ عزت بچانے کی خاطر اپنی مونچھیں نیچی کر لیتے ہیں۔ اس نے خیال کیا کہ ابھی کسی نے اسے

کسی نے سبق نہیں دیا

اس نے چارپائی اٹھائی اور گھر چلا گیا۔ اور کچھ دنوں تک گھر ہی رہا۔ اور مونچھوں پر گھی لگاتا رہا۔ جب مونچھیں بڑھ گئیں تو اس نے تلوار کمر میں باندھ لی۔ اور باہر نکل آیا۔ لوگوں نے اس پٹھان کو اطلاع دی۔ کہ ایک اور شخص اونچی مونچھیں والا آیا ہے۔ چنانچہ پٹھان تلوار لے کر باہر آ گیا۔ اور اس دوکاندار سے کہنے لگا۔ تم نے اپنی مونچھیں کیوں اونچی رکھی ہیں۔ اس نے کہا۔ مجھے ایسا کرنے کا حق ہے۔ پٹھان نے کہا۔ تمہارا حق نہیں میرا حق ہے۔ دوکاندار نے کہا۔ میں تو اپنی مونچھیں اونچی رکھوں گا۔ پٹھان نے کہا۔ اگر تم میری بات ماننے کے لئے تیار نہیں۔ تو تمہیں مجھ سے لڑنا ہو گا۔ دوکاندار نے کہا۔ اچھا لڑ لو۔ پٹھان نے کہا۔ لڑائی کے لئے وقت مقرر کر لو۔ دوکاندار نے کہا۔ کر لو۔ لیکن ایک بات ہے۔ ہم میں سے ایک ضرور مرے گا اور اس کے بچوں نے یتیم رہ جانا ہے۔ حالانکہ ان کا کوئی قصور نہیں۔

اس لئے بہتر یہ ہے

کہ لڑائی سے پہلے تم اپنے بیوی بچوں کو مار آؤ۔ اور میں اپنے بیوی بچوں کو مار آتا ہوں۔ تاکہ بعد میں ہماری موت سے ان کو تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ پٹھان اپنے گھر گیا۔ اور اس نے اپنے بیوی بچوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ اس دوکاندار کے پاس آیا۔ اور اس سے کہنے لگا۔ میں تو اپنے بیوی بچوں کو مار آیا ہوں۔ کیا تم بھی مار آئے ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے اپنا ارادہ بدل لیا ہے۔ اور میں اپنی مونچھیں نیچی کر لیتا ہوں۔ اور اپنی مونچھیں نیچی کر لیں۔ اسی طرح اگر تم نے زندہ رہنا ہے۔ تو تمہیں کچھ کام کر کے دکھانا ہو گا۔ اس کے بغیر زندہ رہنے کا خیال بالکل غلط ہے۔ جماعت کو اب

ان باتوں پر غور کرنا چاہیئے

ان کا علاج سوچنا چاہیئے۔ اور پھر اس پر دوسرے ساتھیوں سے بحث کرنی چاہیئے۔ اگر تم عملی طور پر

(باقی ۔۔۔)

علماء نے تسلیم کیا ہے کہ اسلامی طرزِ حکومت میں جمہوریت کی گنجائش نہیں ہو سکتی

اسلامی نظام میں کسی شئے کو پرکھنے کا آخری معیار عقل و دانش نہیں ہے!

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ کا چوتھا باب

اصول و ضوابط کی بنیاد

ان تمام معاملات کے بارے میں اصول و ضوابط بنانے کی اصل بنیاد عقل و استدلال نہیں وحی والہام ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ جس فیصلہ پر پہنچا گیا ہے۔ وہ فوراً ذہن میں آتی ہوں تاہم یہ قرار دیا بالکل اتفاقی ہے۔ کیونکہ انسانی استدلال میں غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ اعلیٰ آخری اور قطعی استدلال صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے۔ جو انسانیت کی رشد و ہدایت کے لئے اپنا پیغام اپنے منتخب پیغمبروں کے ذریعے بھیجتا ہے۔ اس وجہ سے انسان کو لازم ہے کہ عقیدہ کو درست رکھے۔ ارکان بجا لائے۔ اخلاقی اصول پر عمل کرے۔ قانون کی تعمیل کرے اور وہ ادارے قائم کرے۔ جن کے لئے خدا نے الہام کیا ہے۔ یہ سب کام کرے خواہ اُن کی کوئی وجہ ظاہر نہ ہو۔ یا وہ انسانی استدلال کے بالکل ہی برعکس کیوں نہ ہوں۔ یا چونکہ خدا کا کوئی غلطی کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ اس لئے جو کچھ اس نے منکشف کیا ہے۔ خواہ وہ قدرتی امور سے تعلق رکھتا ہو۔ خواہ اس سے مراد ہو۔ تاریخ کے موضوع پر ہو یا مالیات کے اس کا واسطہ قانون سے ہو یا عبادات سے یا ایسی چیز سے متعلق ہو۔ جو انسانی فکر و نظر کے نزدیک سائنسی انداز میں سوچی جا سکتی ہے (مثلاً انسان کی پیدائش۔ ارتقاء یا علم کائنات۔ علم ہیئت) غرض اس کا موضوع کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اسے وحی والہام ہونے کی وجہ قطعی راستی کی حیثیت قبول کرنا ناگزیر ہے۔ اس کا عقلی ذریعے اس آخری اور یقینی نتیجہ پر پہنچا مقصود الامتحان نہیں۔ اس وحی والہام سے انکار عقل و کل اور خدا کی قدرت سے انکار ہے یہ کفر ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو وقتاً فوقتاً اپنے منتخب بندوں پر منکشف کرتا رہا ہے جن میں سے آخری ہمارے رسول اکرم ہیں۔ یہ وحی قرآن میں ہے۔ اور آخر میں سب سے پہلا پانچ موضوعہ پر حاوی ہے۔ مسلمان پر ایمان رکھنے والے انسان کا حقیقی کام یہ ہے کہ اس وحی کو سمجھے اس پر ایمان لائے۔ اور اس پر عمل کرے۔

اللہ تعالیٰ جن افراد کو اپنے پیغام پہنچانے کے لئے وسیلے کے طور پر منتخب کرتا ہے وہ رسول یا نبی کہلاتے ہیں۔ چونکہ نبی کا ہر قول عمل اور ہمارے رسول اکرم کے بارے میں تو یہ بات یقیناً درست ہے۔ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بھی اسی درجہ غلطی سے مبرا ہوتا ہے۔ جس قدر کہ باقاعدہ وحی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء معصوم ہیں۔ اور کوئی ایسی بات کہتے یا ایسا کام کرنے کے ناقابل ہیں۔ جو رضائے الٰہی کے برعکس ہو۔ یہ اقوال و اعمال سنت کہلاتے ہیں۔ اور یہ بھی قرآن ہی کی طرح غلطی سے مبرا ہیں۔ سنت جس چیز میں قلم بند کی گئی ہے۔ اس کا نام حدیث ہے۔ حدیثیں متعدد کتابوں میں ہیں۔ جنہیں مسلمان علماء نے کئی نسلوں کی طویل محنت اور محتاط تحقیقات کے بعد مرتب کیا تھا۔

احادیث و آثار

لفظ حدیث کا مطلب رسول اکرم و صحابہ کرامؓ کے اقوال و اعمال کا ریکارڈ ہے۔ سب سے پہلے صحابہ سنت کے علم کے بارے میں سب سے بڑی سند مانے جاتے تھے اس کے بعد لوگوں کو اس علم کے لئے تابعین یعنی پہلی نسل کے لوگوں کی بتائی ہوئی باتوں پر اکتفا کرنا پڑا۔ جنہوں نے صحابہ سے یہ باتیں سنی تھیں۔ آئندہ نسلوں کو تبع التابعین کا زمانہ پایا۔ اور اُن کا فیض صحبت اُٹھایا۔ مرفوع ایسی حدیث ہے۔ جو رسول اکرم سے متعلق ہو۔ موقوف ایسی ہے۔ جو صحابہؓ کے قول و عمل سے متعلق ہو۔ منقطع ایسی ہے۔ جو تابعین سے آگے نہ جائے۔ الا یہ کہ اقوال و اعمال سے متعلق ہو۔ بعض احادیث میں اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ پائے جاتے ہیں۔ یہ عام حدیث نبوی سے امتیاز کے لئے حدیث قدسی یا حدیث الٰہی کہلاتی ہے۔

رسول اکرمؐ کی احادیث کا بہت بڑا حصہ احکام دینی قانون اور ارشادات دینی فرائض حلال و حرام عبادات اور خوراک کے متعلق ہدایات اور فوجداری اور دیوانی قانون پر مشتمل ہیں بعض احادیث عقائد۔ یوم دین یوم جزا جنت اور جہنم۔ ملائکہ تخلیق آدم وحی والہام اور انبیائے پیشین سے متعلق ہیں۔ کئی احادیث ایسی ہیں۔ جو رسالت مآبؐ کی رفعت بخش اخلاقی تعلیمات پر مشتمل ہیں۔

احادیث کی اہمیت شروع ہی سے محسوس کی جاتی رہی ہے۔ اور انہیں نہ صرف حفظ کیا گیا ہے۔ بلکہ بعض حالات میں ضبط تحریر میں بھی لایا گیا۔ تدوین احادیث کا کام تیسری صدی ہجری میں شروع ہوا۔ اور صحاح ستہ بھی اسی صدی میں مرتب ہوئیں۔ یہ مصنفات ہیں۔ اور ان کے مرتب کرنے والے حسب ذیل ہیں:

(۱) البخاری (م ۲۵۶ھ مطابق ۸۷۰ء)
(۲) مسلم (م ۲۶۱ھ مطابق ۸۷۵ء)
(۳) ابوداؤد (م ۲۷۵ھ مطابق ۸۸۹ء)
(۴) الترمذی (م ۲۷۹ھ مطابق ۸۹۲ء)
(۵) النسائی (م ۳۰۳ھ مطابق ۹۱۵ء)
(۶) ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ مطابق ۸۸۶ء)

ناقابلِ قبول شہادت

موجودہ قانون شہادت کی رو سے احادیث کو سنت کی قابل قبول شہادت تصور نہیں کیا جا سکتا سوائے اس کے کہ یہ شنید کے سلسلہ کی کئی کڑیاں ہوتی ہیں۔ ان مجموعوں کو مرتب کرنے والوں نے سب سے پہلی بار اس امر کا فیصلہ کیا۔ کہ متعدد احادیث زبان زد ہیں۔ ان میں سے کونسی موضوع ہیں۔ ہر چند اس چیز کو غلطی سے ان کا طرۂ امتیاز سمجھا جاتا ہے۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ ان میں ہر وہ چیز شامل ہے جسے اس زمانے کے صحیح الخیال علماء درست تصور کرتے تھے۔

شیعہ اپنے جداگانہ نقطۂ نگاہ سے احادیث کو پرکھتے ہیں۔ اور صرف ایسی حدیثوں کو مستند قرار دیتے ہیں جن کا سلسلہ اسناد حضرت علیؓ اور ان کے معتقد خاندان پر مشتمل ہو۔ اس لئے اس مسئلے موضوع پر ان کے اپنے الگ مجموعے ہیں۔ ذیل کے پانچ مجموعوں کی احادیث کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(۱) الکافی۔ از محمد بن یعقوب الکلینی (م ۳۲۸ھ مطابق ۹۳۹ء) (۲) من لا یحضرہ الفقیہ۔ از محمد بن علی بن بابویہ القمی (م ۳۸۱ھ مطابق ۹۹۱ء) (۳) تہذیب الاحکام۔ اور (۴) الاستبصار فی ما اختلف فیہ الاخبار و غیرہ کا اقتباس از محمد الطوسی (م ۴۵۹ھ مطابق ۱۰۶۷ء) (۵) نہج البلاغہ حضرت علیؓ کے مبینہ اقوال۔ مرتبہ (۱) علی بن طاہر الشریف المرتضیٰ (م ۴۳۶ھ مطابق ۱۰۴۴ء) یا (ب) رضی الدین البغدادی برادر علم۔

حرفِ آخر

ارکانِ عقائد اور اہم سیاسی اور معاشرتی ادارے جب دوسری اور تیسری صدی ہجری میں متعین صورت اختیار کر چکے تو احادیث کے اکثر راویوں کی سندی حیثیت اور ان کی روایات کی قدر و منزلت کے متعلق ایک طرح کی اجتماعی رائے وجود میں آ گئی۔ عقائد کے بنیادی اصول کا مالک بن انس الشافعی اور دوسرے علماء کی تحریروں میں فیصلہ ہو چکا تھا۔ ان تحریروں کو اپنے اپنے حلقوں میں مستند سمجھا جاتا تھا۔ اور اسی کا وجہ احادیث نبویؐ پایا کا اعتماد تھا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ یہاں تک کہ کسی میں ان احادیث کی جانچ کی جرأت نہ رہی۔ اور اس وقت سے احادیث کے ان مجموعوں کو حقیقت کے ایسے معروضی تعلق کیا جا رہا ہے۔ جو اس موضوع پر حرف آخر ہیں۔

ہم اب تک اس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ کہ وہ قرآن یا سنت نبویؐ سے جو بھی حکم مستنبط کیا جائے وہ مسلمان کے لئے واجب العمل ہے۔ لیکن چونکہ سنت کی شہادت حدیث کے سوا کچھ نہیں اس لئے حدیث و سنت غلط ملط ہو گئی ہیں۔ اور ایک کو دوسرے سے تمیز کرنا ممکن نہیں رہا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب کسی کو "قرآن و سنت" کہنا مقصود ہو۔ اُس وقت بھی وہ اکثر "قرآن و حدیث" کے ہی الفاظ استعمال کرتا ہے

اس مرحلے پر ایک اور اصول جو انتہائی ہی بنیادی نوعیت کا حامل ہے۔ عمل میں آتا ہے۔ وہ اصول یہ ہے کہ اسلام اللہ کا منکشف کیا ہوا آخری دین ہے۔ یہ دین ہر لحاظ سے جامع و اکمل ہے اور اللہ اسے کبھی نہ تو منسوخ کرے گا۔ نہ اس میں اضافہ کرے گا۔ نہ کوئی نیا رسول بھیجے گا۔ دین چونکہ مکمل ہو چکا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم (سورۃ ۵ آیت ۴) اس لئے اب اصل شریعت کو منسوخ کرنے کے لئے کوئی نیا پیغام یا نیا پیغمبر نہیں آئے گا۔ اسی لئے اس اعتبار سے نبوت رسول اکرمؐ پر ختم ہو گئی۔ اور ان کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ وحی نبوت کے ختم ہونے کے عقیدے کا مطلب یہی ہے۔

اگر اس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو اسلامی عقائد۔ اخلاقیات اور ادارے سبھی غلطی سے مبرا ہیں۔ اور اس اصول کا اطلاق قرآن و سنت۔

اجماع اور اجتہاد بھی ہوتا ہے تو پھر ان تمام نتائج کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے جو ان سے مستنبط ہیں۔ معاملہ ارکانِ دین سے متعلق ہو یا معاشی، سیاسی یا معاشرتی نوعیت کا ہو۔ چونکہ حقیقت کا معیار ہر حالت میں وحی ہے۔ اور یہ چیز ایسی ہے جس کا علم قرآن سے حاصل ہوتا ہے۔ مزید برآں چونکہ سنت بھی غلطی سے قریب قریب اسی قدر مبرا ہے جس قدر کہ قرآن اور چونکہ سنت کی شہادت صرف حدیث سے مل سکتی ہے اس لئے جو لوگ اسلامی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا اولین فریضہ یہ ہے۔ کہ قرآن یا حدیث سے وہ ٹھیک قاعدہ دریافت کریں۔ جو موجودہ حالات کے مطابق ہو۔ ظاہر ہے اس غرض کے لئے موزوں ترین افراد وہ ہوں گے۔ جنہوں نے قرآن و حدیث کا عمر بھر مطالعہ کیا ہے یعنی سنیوں میں سے یہ لوگ علماء ہیں۔ اور شیعوں میں سے مجتہد یعنی قانون مذہبی کے مطابق حکومت کرنے والے نائب امام و صاحب العصر (الزمان) کے ترجمان ہیں۔ ان فضلاء کا کام یہ ہوگا کہ مخصوص حالات سے تعلق رکھنے والے قواعد و ضوابط کو دریافت کریں یہ لوگ قریب قریب ایسا ہی کام کریں گے جس میں یونانی فلسفی مصروف رہا کرتے تھے۔ فرق صرف یہ ہوگا۔ کہ وہ فلسفی سمجھتے تھے۔ کہ حقیقت ساری فطرت میں مستور ہے۔ اور اسے صرف انفرادی مساعی سے منکشف کرنا ہے۔ مگر یہ علماء اور مجتہد اس حقیقت کی تہ تک پہنچنے کی سعی کریں گے۔ جو قرآن کریم اور حدیث کے مجموعوں میں مرقوم ہے۔ بنیادی اصول کی کمیٹی نے علماء کا بورڈ قائم کرنے کی جو سفارش کی تھی۔ وہ اس اصول کو منطقی طور پر تسلیم کرنے کے مترادف تھی۔ اس لحاظ سے بورڈ کے خلاف حقیقی اعتراض تو یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ جو اصول اس کی تشکیل کا موجب بنا۔ اس کو بروئے کار لانے کے لئے یہ مشینری قطعاً ناکافی ہے۔

اجماع اور اجتہاد

اجماع سے مراد عوام کے مجتہدوں یعنی ان لوگوں کا اتفاق ہے۔ جو اپنے علم کی بناء پر رسول اکرمؐ کی وفات کے بعد اپنی رائے قائم کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اجماع کی سند اس اصول میں ملتی ہے۔ کہ خدا غلطیوں سے بچاتا ہے یہ اصول رسولِ اکرمؐ کی اس حدیث پر مبنی ہے کہ "میری امت کبھی غلطی پر متفق نہیں ہوگی" یہ حدیث ابن ماجہ کی روایت ہے۔ اس حدیث سے متقدمین فقہ نے نکات مستنبط کرنے لگے وہ اس طرح ایمان کا جزو لازم بن گئے جن پر یقین نہ کرنا کفر ہے۔ اجماع کے متعلق بیانات ذہن نشین کر لینے کے بعد کہ یہ مجتہدوں کا اتفاق ہے لیکن عوام کا اتفاق رائے اجماع کے اس نقش سے بالکل خارج ہے۔ اجماع نے نہ صرف متنازع فیہ امور کا فیصلہ کیا ہے۔ بلکہ ان فیصلہ شدہ عقائد کو بھی بدل ڈالا ہے۔

اجماع و اجتہاد میں یہ فرق ہے۔ کہ پہلا اجتماعی چیز ہے۔ دوسرا انفرادی۔ اجتہاد سے مراد کسی معاملے یا کسی قانون کے بارے میں پوری کوشش سے رائے قائم کرنا ہے۔ یہ کام قرآن و سنت پر قیاس کرنے سے انجام دیا جاتا ہے۔ شروع میں اجتہاد کے متعلق یہ نہیں خیال کیا جاتا تھا کہ یہ بھی معصوم عن الخطاء ہے۔ اس کا نتیجہ ہمیشہ ظنی یا ایسی رائے ہوتا ہے۔ جس میں غلطی کا امکان ہو۔ صرف مشترک اجتہاد اجماع کی صورت پاکر مبرا عن الخطاء رہتا۔ لیکن اجتہاد کا یہ وسیع تر مفہوم جلد ہی ان لوگوں کا مخصوص اجتہاد بن گیا جنہیں رائے قائم کرنے کا خاص حق حاصل ہوتا۔ علمائے متاخرین نے جب چاروں فقہی مذاہب کی تاسیس پر نظر کی۔ تو ان کے بانیوں کی رائے کو اجتہاد مطلق کا درجہ دیا۔ لیکن وقتاً فوقتاً ایسے بھی لوگ ہوتے رہے۔ جنہوں نے اجتہاد کے اولین معانی پھر سے اختیار کئے۔ اور بنیادی اصول پر خود اپنی رائے قائم کرنے کے حق کا دعویٰ کیا۔

ایسے ہی افراد میں سے ایک حنبلی ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) تھا۔ ایک اور ایسا ہی ایک شخص سیوطی (م ۹۱۱ھ) تھا۔ جس کی ذات میں مجتہد ہونے کے ساتھ اپنی صدی کا مجدد ہونا بھی شامل ہو گیا۔ سیوطی کا خیال تھا۔ کہ ہر دور میں ایک مجتہد کا ہونا اسی طرح ضروری ہے جس طرح ہر صدی میں ایک مجدد کا ہونا لازم ہے۔ شیعوں کے نزدیک اب بھی اجتہاد مطلق کرنے والے موجود ہیں۔ کیونکہ انہیں نائب امام کے ترجمان سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح اجتماعی اجتہاد اجماع بن جاتا ہے۔ اس اجماع کی بنیاد غلطی کرنے سے خدا کی حفاظت میں رہنا یعنی مبرا عن الخطاء ہونا ہے۔

اسلامی ریاست

چونکہ اسلامی شریعت کی بنیاد وحی و الہام اور رسول اکرمؐ کے معصوم عن الخطاء ہونے کے اصول پر ہے۔ اس لئے قرآن و سنت میں جو احکام پائے جاتے ہیں۔ انسان کے بنائے ہوئے تمام قوانین سے بلند و بالا ہیں۔ اور دونوں میں جہاں کہیں تصادم ہو۔ انسانی قانون کو اپنے نظریئے سے بالکل قطع نظر کرکے ہر قسم کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی حکم ہمارے تصور کے مطابق خواہ آئینی یا بین الاقوامی قوانین ہی کے زمرے میں کیوں نہ آسکے۔ اگر وہ قرآن و سنت میں موجود ہے اس پر ضرور عمل کیا جائے گا۔ البتہ اس حکم میں خود کوئی رخصت موجود ہو۔ تو اور بات ہے۔ اس طرح ایک طرف اسلامی شریعت اور دوسری طرف آئینی یا کسی دوسرے قانون میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اسلامی ریاست کی مسلمان رعایا کے لئے قرآن و سنت کے تمام احکام ملکی قانون کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں۔ اسی طرح اسلامی ریاست کے دوسری ریاستوں سے یا ان کی رعایا سے تعلقات کے بارے میں قرآن و سنت میں کوئی حکم ہو تو اسے قرآن و سنت کے دوسرے احکام کی سی برتری حاصل ہوگی۔ اس لئے اگر پاکستان حقیقی معنی میں اسلامی ریاست ہے۔ یا اس کو ایسی ریاست بنانا مقصود ہے تو اس کے آئین میں ذیل کی پانچ شرائط کا ہونا لازم ہے۔

(۱) قرآن و سنت کے تمام احکام کو مسلمانوں کے لئے ملکی قانون کا جزو قرار دیا جائے گا۔ اور اسی حیثیت سے ان کا نفاذ عمل میں آئے گا۔

(۲) جب تک آئین کو اجماع امت یعنی مسلمہ رتبہ کے علماء اور مجتہدین کے اتفاق رائے سے نہیں بنایا جاتا۔ اس وقت تک آئین کی کوئی ایسی دفعہ جو قرآن و سنت کے منافی ہو۔ اپنے منافی ہونے کی حد تک کالعدم قرار دیدی جائے گی۔

(۳) اور جب اجماع امت کا تذکرہ آیا ہے۔ جب تک اس کے ذریعہ سے پاکستان کے مروجہ قوانین کو اپنا نہیں لیا جاتا۔ اس وقت تک ان کی ہر وہ دفعہ جو قرآن و سنت کے منافی ہے۔ اپنے منافی ہونے کی حد تک کالعدم قرار دے دی جائے گی۔

(۴) مستقبل کے قانون کی ہر ایسی دفعہ جو قرآن و سنت کے منافی ہو کالعدم قرار دے دی جائے گی

(۵) بین الاقوامی قانون کا کوئی حصہ یا کوئی دفعہ جو قرآن و سنت کے منافی ہو۔ مگر پاکستان کسی معاہدہ یا کنونشن سے اس کا ایک فریق ہو۔ پاکستان کے مسلمانوں کے لئے واجب العمل نہیں ہوگی۔

حاکمیت اور جمہوریت

علماء نے تسلیم کیا ہے کہ پاکستان کے طرز حکومت کو اگر اسلامی اصول کے مطابق ہوتا ہے۔ تو یہ جمہوری ہرگز نہیں ہو سکتی کہ ہم قرآن و سنت کی حاکمیت کے عقیدے کا بیان پہلے کر چکے ہیں۔ قرارداد مقاصد میں جب یہ کہا گیا کہ حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ تو اس بات کو بالکل ٹھیک طرح سے سمجھ لیا گیا تھا۔ لیکن قرارداد مرتب کرنے والوں نے جب اس میں یہ کہا کہ آئین ایک خود مختار اور حاکم ریاست کے لئے بن رہا ہے۔ جس میں جمہوریت کے اسلامی اصول پر پوری طرح عمل ہوگا۔ تو وہ "حاکم" اور "جمہوریت" دونوں لفظوں کا غلط استعمال کر رہے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ جس سیاق و سباق میں انہیں استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں اسلامی اصول سے اجنبی و اجنبیت رکھنے والے افراد انہیں غلط نہ سمجھیں۔ لیکن یہ دونوں لفظ درحقیقت مغربی سیاسیات سے مستعار لئے گئے ہیں اور اس اعتبار سے قرارداد میں بالکل غلط استعمال ہوئے ہیں۔ جب یہ کہا جائے کہ کوئی ملک خود مختار اور اپنا حاکم آپ ہے تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ اس ملک کے عوام یا اس کے افراد کا کوئی اور گروہ اس کے نظم و نسق وغیرہ کو حسب دلخواہ چلا سکتا ہے۔ اور مقتضیات زمانہ اور پالیسی کے سوا اور کوئی چیز نظم و نسق چلانے والوں کی راہ میں حائل نہیں ہوسکتی۔ لیکن ایک اسلامی ریاست اس معنی میں آزاد نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ قرآن و سنت کے کسی حکم کو منسوخ کرنے کی اہل نہیں ہوگی۔ کسی ریاست کے قانون سازی کے اختیار پر قطعی پابندی اس ریاست کے عوام کی خود مختاری اور حاکمیت پر پابندی کے مترادف ہے۔ یہ پابندی اگر عوام کی اپنی مرضی کے سوا کسی اور نے لگائی ہے تو اس ریاست کی خود مختاری اور حاکمیت اس پابندی کی حد تک لازماً سلب ہو جاتی ہے۔ حاکمیت کا جو بنیادی قانونی مفہوم ہے۔ اس کے مطابق اسلامی حکومت میں یہ اللہ ہی کی ہوسکتی ہے۔ اس کے برعکس ڈیماکریسی یعنی جمہوریت کا مطلب Democracy یعنی عوام کی حکومت ہے۔ خواہ وہ قدیم یونان و روما کی طرح براہ راست ان کے ہاتھ میں ہو۔ یا دور حاضر کی جمہوریتوں کی طرح اپنے منتخب نمائندوں کے ذریعہ سے اسے چلائیں۔ آئین سازی قانون سازی یا نظم و نسق کے دائرے میں عوام کا اختیار بعض ایسے قواعد کا پابند ہو۔ جنہیں کسی صورت میں بھی بدلا نہ جا سکے تو یہ کہنا غلط ہوگا کہ وہ قطعی طور پر [illegible]

عوام کے اختیارات قانون سازی پر پابندی ان کی خود مختاری پر پابندی کے مترادف ہوگی

سکتے ہیں۔ بانظم ونسق کے معاملات ہیں وہ چاہے کر سکتے ہیں۔ در اصل اگر اسلامی ریاست کی مقننہ ایک نوعیت کا جامع ہے۔ تو عوام کو واضح طور پر اس میں حصہ لینے کے نااہل قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ اسلامی اصول فقہ میں اجماع امت جمہوریتوں کی طرح عوام تک وسیع نہیں بلکہ مسلمہ درجہ کے علماء اور مجتہدین تک محدود ہے۔

اس سے پہلے ہم حتی الامکان پوری وضاحت سے وہ اصول بیان کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔ جن پر ایک ایسی دینی ریاست کو مبنی ہونا چاہیئے۔ جسے اسلامی ریاست کا نام دیا جائے۔ اب ہم ایسی ریاست کے مقتضیات بیان کرتے ہوئے اس کے متعلق علماء کے تصور کا ذکر خاص طور پر کرتے ہیں۔

مقننہ کا فقدان

مقننہ کے موجودہ مفہوم سے اسلامی نظام ناآشنا ہے۔ مذہب و سیاسیات کے متراج والا وہ نظام جسے دین اسلام کا نام دیا جاتا ہے۔ ایک مکمل نظام ہے۔ جس میں نئے پیدا ہونے والے حالات سے عہدہ برآ کرنے کے لئے احکام دریافت اور نافذ کرنے کا اپنا خاص طریق موجود ہے۔ اسلامی جمہوریہ کے ایام میں کوئی ایسا ادارہ نہیں تھا۔ جسے موجودہ زمانہ کے مفہوم میں مقننہ کہا جائے جو واقعات یا ہنگامی حالات رونپذیر ہوتے ان کے لئے علماء احکام دریافت کرکے نافذ کر لیتے۔ قانون بنا بنایا موجود تھا۔ قانون سازی کی احتیاج نہیں تھی۔ قانون کے مطابق نظم ونسق چلانے والوں کی ذمہ داری صرف یہ تھی۔ کہ اس خاص واقعہ کے متعلق قانون دریافت کریں ہاں یہ اور بات تھی۔ کہ جب اس قانون پر انفرادی جامہ حیثیت کرکے اسے زیر عمل لایا جاتا۔ یہ بعد میں رونپذیر ہونے والے مماثل واقعات کی نظیر بن جاتا۔ بعض حلقوں کا یہ کہنا بالکل غلط ہے۔ کہ پاکستان جیسے ملک میں جہاں مسلم اور غیر مسلم دو مختلف گروہ آباد ہیں۔ اور جہاں غیر مسلموں کو صرف نمائندگی ملی ہوئی ہے۔ بلکہ جو معاملہ درپیش ہو۔ اس پر رائے دینے کا حق بھی حاصل ہے۔ وہاں مقننہ کو اجماع یا اجتہاد کی صورت حاصل ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اجتہاد جتنا بھی نہیں بلکہ محض انفرادی چیز ہے۔ اور اگر اجماع اجتماعی ہوتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ جو قانون کا ماہرانہ علم نہیں رکھتے۔ اس

اصول کے مطابق کفار خواہ وہ اہل کتاب ہوں خواہ مشرک مقننہ سے بالکل علیحدہ ہو جاتے ہیں۔

چونکہ اسلام ایک مکمل مذہب ہے۔ جس میں قوانین یا تو واضح طور پر موجود ہیں یا اجماع و اجتہاد کے ذریعہ مستنبط کئے جا سکتے ہیں اور چونکہ یہ مذہب انسان کے پورے دائرہ عمل پر حاوی ہے۔ اس لئے اس نئے کام میں کوئی جواز نہیں۔ جسے آج کل کے مفہوم میں قانون سازی کہا جا سکتا ہے۔ اس مسئلہ پر مولانا ابوالحسنات صدر جمعیۃ العلماء پاکستان سے استفسار اور ان کے جواب درج ذیل ہیں

سوال:۔ کیا قانون سازی کا ایسا ادارہ اسلامی ریاست کا مخصوص حصہ ہے۔ جو قانون کی ترجمانی کرنے والے فرد یا جماعت کے ادارے سے ممتاز ہو؟

جواب:۔ جی نہیں۔ ہماری شریعت مکمل ہے اور صرف ان لوگوں کو ترجمان بنانے کی ضرورت رکھتی ہے۔ جو اس کے ماہر ہوں۔ میرے خیال میں کوئی ایسا سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا جس کے بارے میں قرآن و حدیث سے حکم دریافت نہ کیا جا سکے۔

سوال۔ اصحاب الحل والعقد کون ہوا کرتے تھے؟

جواب:۔ وہ معاصر علماء سے الگ ہوتے تھے۔ یہ لوگ اپنا منصب شریعت کے علم کے باعث حاصل کیا کرتے تھے۔ لیکن یہ گروہ موجودہ جمہوریت کی مقننہ کی حیثیت کا یا اس سے مماثل نہیں ہوتا تھا۔

قانون سازی کفر ہے

یہی رائے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی ایک تقریر میں ظاہر کی تھی۔ جس کی رپورٹ "آزاد" مورخہ ۲۲ر اپریل ۱۹۴۹ء میں شائع ہوئی ہے۔ دوران تقریر میں انہوں نے کہا تھا۔ ہمارا دین مکمل و کامل ہے۔ اور مزید قانون بنانا کفر کے مترادف ہے۔ البتہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی رائے یہ ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں ان معاملات میں صحیح معنوں میں قانون سازی ممکن ہے۔ جن کا ذکر قرآن سنت یا پہلے اجماع میں نہیں آیا۔ اس نکتہ کی توضیح کی کوشش میں انہوں نے اس گروہ افراد کے ادارے کا حوالہ دیا ہے جس سے رسول اکرمؐ اور ان کے بعد خلفاء ریاست سے متعلق تمام معاملات پر مشورہ کیا کرتے تھے۔

یہ سوال نہ صرف قدرے مشکل بلکہ بے حد اہم ہے۔ کیونکہ مقننہ کے ادارہ کو مولانا ابوالحسنات اور بعض دوسرے علماء کے اس دعوے سے تطبیق دینی پڑے گی۔ کہ اسلام ایک کامل اور جامع و مانع نظام حیات ہے۔ اس کا دامن اس قدر فراخ ہے کہ انسانی کردار سے متعلق پیدا ہونے والے ہر سوال کا اس میں جواب موجود ہے۔ اور اس میں کوئی ایسا خلا نہیں ہے جسے مزید قانون سازی سے پُر کرنے کی احتیاج ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اسلام نے شوریٰ یعنی صلاح مشورہ کو فرض قرار دیا ہے۔ اور نہ صرف رسول کریمؐ بلکہ پہلے چار خلفاء اور ان کے جانشین اپنے اپنے سرکردہ معاصرین سے مشورہ کیا کرتے تھے جن کے تقدس اور شرعی معلومات کے باعث ان پر کافی اعتماد کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اس تحقیقات کے دوران میں مجلس شوریٰ کے متعلق اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا گیا جس کا ذکر مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے عدالت کے کہنے پر تحریری بیان میں کیا ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ ایسی جماعت موجود تھی۔ جس سے مشورہ کیا جاتا تھا۔ لیکن اس بارے میں شک ہے۔ کہ آیا اس جماعت کی حیثیت مجلس قائمہ کی تھی یا نہیں۔ اور اس کے فیصلے قانونی

اور نافذ العمل تھے یا نہیں۔ ان لوگوں کی نمائندہ حیثیت کے بارے میں تو کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ان کا آجکل کی طرح انتخاب یقیناً عمل میں نہیں آتا تھا۔ ان سے کوئی خاص معاملہ آجائے۔ تو مشورہ ضرور کیا جاتا تھا۔ لیکن یہ بات یقیناً درست نہیں ہے۔ کہ وہ آجکل کی مجالس مقننہ کی طرح قانون ساز بھی کر سکتے تھے ان کے فیصلے نظیر بیشک بن جاتے تھے اور اجماع کا درجہ رکھتے تھے۔ لیکن اجماع کو قانون سازی نہیں کہا جا سکتا۔ یہ صرف مروجہ قانون کو کسی خاص معاملہ پر چسپاں کرنے کا کام تھا۔ جب امور سلطنت میں ان سے مشورہ کیا جاتا۔ تو ان کا کام ٹھیک اس طریقے سے رائے دینا ہوتا۔ جس طرح آجکل کی کابینہ میں رائے دی جاتی ہے۔ لیکن ایسی رائے صرف ایک فیصلہ ہوتی ہے۔ قانون کا درجہ نہیں رکھتی۔ آجکل کی ریاستوں کی مقننہ بھی اجماع کے مترادف نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جیسا کہ ہم اوپر واضح کر چکے ہیں مقننہ قانون سازی کرتی ہے۔ مگر مجلس شوریٰ کے علماء جنہیں کسی ایسے امر کے متعلق فیصلہ کے لئے طلب کیا جاتا تھا۔ جو قرآن و سنت میں واضح طور پر مذکور ہو۔ قانون بنانے کی نہیں۔ بلکہ قانون کو دریافت اور نافذ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ البتہ ان کا فیصلہ اس خاص معاملہ تک محدود نہ رہتا بلکہ بعد کے واقعات کے لئے واجب العمل نظیر بن جاتا۔ ان حالات میں اگر پاکستان کے مجوزہ آئین میں یہ شرط رکھ دی جائے۔ کہ اس کی ہر وہ دفعہ کالعدم قرار دی جائیگی۔ جو قرآن و سنت کے منافی ہو۔ اور جب مقننہ کے بنائے ہوئے کسی قانون کو عدالت عدالت عالیہ میں کوئی یہ کہہ کر چیلنج کرے۔ کہ مقننہ کا ادارہ ہی قرآن و سنت کے منافی ہے۔ تو شاید بڑی دلچسپ صورت حال پیدا ہو جائے گی (باقی)

قادیاں کے آسماں پر زُہد کا تُو چاند تھا

مرثیہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

از مرزا محمد شفیع اللہ خاں صاحب زرق ریاست بہاولپور

خون کے دریا بہا لے دیدۂ خونبار بار　　سامنے ہے آج تیرے میر صاحب کا مزار
مظہر اوصاف احمد ہستی گردوں وقار　　اے کہ تیرے نام سے تھا علم دیں کو افتخار

رہتی دنیا تک رہیں گے کام تیرے یادگار
اور تیری نیکیوں کے معترف لیل و نہار

تو نے محکم کر دکھائی صبغۃ اللہ کی بنا　　ارتقا کی تھیں منازل اور تیرا تیز پا!
دین و دنیا کے چمن میں تیری ہستی تھی صبا　　کیا کروں توصیف تیری عاشق خیر الوریٰ

قادیاں کے آسماں پر زُہد کا تو چاند تھا
آسماں کا چاند تیرے بالمقابل ماند تھا

تیری جیسی ہستیوں سے قادیاں دارالاماں　　اور نقش پا سے تیرے تھی زمیں بھی آسماں
حامل صد آبرو تھا اور فخر خانداں!　　تھا معارف کیلئے بھی تو فصاحت کی زباں

ہے دعا فاروق کی ہو تیرا جنت میں مقام
رفعتوں کا بام ہو تو زینت بالائے بام

شذرات

اُمتِ مسلمہ کے ناخداؤں سے خدا کی پناہ

کہتے ہیں کہ کسی نے درخواست دی کہ میرے مکان کو آگ لگ گئی ہے۔ فائر بریگیڈ بھیجا جاوے۔ لیکن وہ جل کر خاکستر ہو گیا اور چھ ماہ میں نیا مکان تعمیر کر لیا گیا تو یکایک فائر بریگیڈ والے آدھمکے۔ کہنے لگے ہمیں ابھی حکم ملا ہے۔ اسی طرح جب دہریت و ہاں سے نہنگ و جالی نہ صرف امتِ مسلمہ کو بلکہ دیگر مذاہب کے پیروؤں کو بڑپ کر رہا ہے کروڑوں لوگ عیسائیت کی آغوش میں جا پڑے۔ رحمتِ الٰہی جوش میں آئی اور ان طاغوتی طاقتوں کے دجل و تلبیس کے پرخچے اڑانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق ایک جری اللہ فی حلل الانبیاء کو حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت میں نازل فرمایا۔ چنانچہ قریباً ستر سالہ مساعی کے نتیجہ میں حقیقی اسلام کے درجنوں مراکز دنیا بھر میں کھل گئے۔ مساجد بن گئیں۔ متعدد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہوئے بہت سے بادشاہوں اور وزراء اور جمہوریتوں کے صدر صاحبان کو پیغامِ حق پہنچایا گیا اور یہ سلسلہ جاری ہے۔ غریب جماعت احمدیہ لاکھوں روپے تبلیغ کے لئے خرچ کرتی ہے۔ گریجوایٹ وکلاء اور اعلیٰ طبقہ کے احمدی قلیل مشاہیرے پر زندگی اسلام کے لئے وقف کر رہے ہیں۔ مثلاً حضرت امام جماعت احمدیہ کے لختِ جگر ابھی انڈونیشیا کے لئے بطور مبلغ روانہ ہوئے ہیں۔ آپ گریجوایٹ ہونے کے علاوہ اسلامی علوم سے پورے بہرہ ور ہیں۔ اسی طرح حضور کے کئی لختِ جگر، اقارب اور اعلیٰ خاندانی اور دنیاوی اسی تحریک کا حصہ پا رہے ہیں۔ دوسری طرف "علماء حق" کو جن خدمتِ دین کی توفیق دی ہے "تکفیر بازی" اور تفریق و تعصب کی کاشتکاری ہے جس کا نتیجہ گذشتہ سال مغربی پنجاب میں اور حال میں مشرقی بنگال میں نکلا۔ علماء کی اس نئی پود اور ان کے مدارس کی حالت پندرہ روزہ اہلحدیث دہلی کے ذیل کے اقتباس سے مولانا ابو محمد عبد الجبار صاحب مہتمم مدرسہ معیار الاسلام گھنڈیلا (جے پور) کی زبانی سنیئے۔

"آجکل تعلیم دینی کی سخت ضرورت ہے۔ اور اس کے مفید اثرات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا جب کہ دنیا میں لامذہبیت اور الحاد کا سیل رواں عام طور سے مذہبیت اور اسلام کو فنا کرتا چلا آ رہا ہے۔۔۔۔ اگر یہ مقصد ہے کہ ہر قومی اور مذہبی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کام کے آدمی تیار کئے جائیں تو اس نقطۂ نظر سے ہماری موجودہ عربی تعلیم اور عربی مدارس کی موجودہ حالت بہت زیادہ اصلاح کی محتاج ہے۔ ہمارے فارغ التحصیل مولوی اس زمانہ میں زمانہ کے تقاضوں کو پورا کر سکتے ہیں اور نہ ان میں مذہبی دفاع کی صلاحیت ہے۔ چنانچہ مذہبِ اسلام پر آج کل جو حملے اندرونی اور بیرونی ہو رہے ہیں ان کی مدافعت وہ اس طرح نہیں کر سکتے کہ نئی روشنی کے نوجوان ان سے مطمئن ہو جائیں۔ کیونکہ مدارس عربیہ میں فی زمانہ وہ جدید علوم نہیں پڑھائے جاتے جو وقتی ضرورت کو پورا کر سکیں۔۔۔۔۔ حد یہ ہے کہ علوم قرآنی پر بھی استیعاب کے ساتھ عبور نہیں کرایا جاتا۔ فارغ التحصیل طالب علم پورے قرآن شریف کے ترجمہ پر کما حقہ حاوی نہیں ہوتا۔۔۔ ۔۔۔ اس منصب سے ہمارے منتہی طلباء کوسوں دور ہوتے ہیں۔"

"بدقسمتی سے مذہبی تعلیم کا شوق اور ولولہ صرف طبقۂ ادنیٰ اور غریبوں میں باقی رہ گیا ہے اور جو اعلیٰ اور مرفہ الحال طبقہ ہے وہ مذہبی اور عربی تعلیم سے سخت متنفر ہے۔"

"طلبہ مدرسہ کو کھانا لینے کے لئے کسی گھر پر ہرگز نہ بھیجنا چاہیئے۔ اس سے افادیت و گداگری کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔۔۔۔ نماز کی حاضری ہر طالب علم کے لئے لازمی قرار دے دی جائے۔۔۔۔ تاکہ وہ ابتداء ہی سے اپنے کو پابند بنا لیں۔" (مورخہ ۱۵/۴ ص ۶ تا ۷)

گویا مکان کے خاکستر ہو جانے کے بعد اب فائر بریگیڈ حرکت میں آنے کی کوشش کر رہا ہے اور جلے ہوئے مکان تک پہنچنا تو ابھی دور کی بات ہے۔

انمول ہیرے

(۱) اس عنوان کے تحت ماہنامہ "تجلی" دیوبند بابت جون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث درج کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:۔

فرمایا ایک زمانہ آئے گا جب اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ جائے گا۔ اور قرآن میں صرف نقوش باقی رہ جائینگے مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی علماء زیرِ فلک بسنے والی تمام مخلوق میں بدترین ہوں گے۔ انہیں سے دین میں فتنہ پھیلے گا اور انہیں لوٹ آئے گا۔ ( )

اور حضور فرماتے ہیں کیا یہی وہ زمانہ تو نہیں ہے۔ کسی قوم یا اُمت کا بگاڑ اور سُدھار اس کے اہلِ علم پر موقوف ہے۔ علم ہی انسان کی اصلاح و فلاح کا راستہ بتاتا ہے۔ اگر علماء پر نفس پرستی۔ مفاد پرستی۔ اور خود پرستی غالب آ جائے تو ان کا علم بھی صراطِ مستقیم سے گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ آج ہمارے علماء کی اکثریت دنیا پرستی اور جاہ طلبی کی جن پستیوں میں گر چکی ہے۔ وہ اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ مسجدوں میں نمازی آتے ہیں۔ لیکن ان کی عام زندگی مسجدوں کو صحیح معنی میں آباد کرنے والے مومنوں کی زندگی نہیں۔ ان کے قلوب خلوص و دیانت خدا پرستی کے جذبۂ خالص کی بجائے دنیاوی عیش و تنعم کی خواہشات، عزت و دولت کی طلب آپس کے بغض و حسد۔ دجل و ریا، فریب و خود غرضی کے اسیر ہیں نام کے مسلمانوں کی تعداد عہدِ نبوی اور دورِ صحابہؓ سے بے شمار زیادہ ہے۔ لیکن قرآن و سنت کے معیار پر پورے اترنے والے مسلمان عنقا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں ذلیل و رسوا ہیں، ضعیف و حقیر ہیں۔" (۲۵/۴ ص)

(۲) روزنامہ ملت لاہور کی خبر ہے کہ لائل پور کے ایک مولوی نے دوسرے مولوی کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کیا ہے۔ کہ فریق ثانی نے جمعرات کو عید منانے والے تمام مسلمانوں کو کافر و شیطان قرار دیا تھا۔ (۵/۴ ص ۶)

جب "ورثۃ الانبیاء" قرار پانے والے علماء کا یہ حال ہے تو عام مسلمانوں کا خدا ہی حافظ! کیا ایک مدعیٔ مہدویت و مسیحیت کے خلاف ہمہ قسم کے علماء کی تکفیر بازی ذرہ بھر بھی قابلِ اعتنا رہ گئی؟

سینما کی لعنت

روزنامہ پرتاپ سے معلوم ہوا کہ تین ہزار عورتوں نے پنڈت نہرو کو درخواست دی ہے جس میں مطالبہ کیا ہے کہ حکومت سینما کی لعنت کو کنٹرول کرنے کے لئے قدم اُٹھائے۔ اگر حکومت کے پاس آئینی اختیارات نہ ہوں۔ تو آئین میں ترمیم کر کے اختیارات حاصل کرے۔ یہ سینما فلمیں بچوں کے اخلاق کے لئے ایک بڑا خطرہ بن رہی ہیں۔ ان سے نہ صرف ان کی جنسی بھوک بڑھتی ہے بلکہ ان سے جرائم کے لئے شہ ملتی ہے۔ فلم سے متاثر ہو کر بہت سے بچے سکولوں میں نہیں جاتے وہ سینما دیکھنے کے لئے گھر میں چوری کرتے ہیں (۲۴/۵ ص ۶)

حضرت امام جماعت احمدیہ نے قریباً بیس سال قبل جماعت کو سینما سے روک کر اس لعنت سے بچا لیا۔ اور اس قسم کی کفایت شعاری سے روپیہ جمع کر کے غیر ممالک میں احمدیہ مشن کھولے اور متعدد زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کرائے جن کے ثمرات کی اخبار بدر کی ہر اشاعت میں قارئین ملاحظہ فرماتے ہیں۔ لیکن دیگر لیڈروں کو ابھی تک توجہ دلانے کی ضرورت ہے: حضرت امام جماعت احمدیہ کا دور بینی اور بصیرت کیسی قابلِ صد تحسین و مرحبا ہے! اپنے تئیں حقیقی مسلم کہلانے والی کسی جماعت کو اس کی توفیق نہیں ملی۔

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ ۲)

کے لئے دعا فرمائیں۔

زائرین قادیان - ذیل کے احباب قادیان تشریف لائے۔

(۱) ۱۷ / جون کو لاہور سے خواجہ عبد الکریم صاحب سابق درویش

(۲) ۲۰ / جون مغلپورہ (لاہور) سے بشیر احمد صاحب دبر زا المحمود احمد صاحب ملازمان ریلوے ورکشاپ

(۳) ۲۲ / جون - سرگودھا (ضلع گوجرانوالہ) سے ملک عبد الکریم صاحب ذوالد محترم ملک بشیر احمد صاحب ڈسپنسر احمدیہ شفا خانہ ملکانا بیماری کی حالت میں آئے ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

۲۰ / جون کو چوہدری صلاح الدین ناصر خان صاحب لاہور واپس چلے گئے۔

مریضان ربوہ ربوہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ و مکرم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ربوہ میں بیمار ہیں احباب سے درخواست دعا ہے۔

پنجاب طبّی کانفرنس کا چوتھا سالانہ جلسہ

مورخہ ۴ و ۵ مئی ۱۹۵۷ء کو طبی کانفرنس کا سالانہ جلسہ جالندھر میں منعقد ہوا۔ جس میں ہندوستان کے مشاہیر اطبار کے علاوہ لالہ جگت نرائن صاحب وزیر تعلیم و صحت اور دیگر اعلیٰ احکام اور آفیسر شریک ہوئے حکیم خلیل احمد صاحب کو بھی اس کانفرنس میں مدعو کیا گیا آپ جب کانفرنس میں پہنچے تو اس وقت کارروائی شروع ہو چکی تھی اور جنرل سکرٹری حکیم بہادر لال وزیر صحت اور دیگر معززین سے حکیم صاحب کا تعارف کرا رہے تھے۔ جب حکیم خلیل احمد صاحب کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ قادیان سے تشریف لائے ہیں۔ جس پر بہت گرمجوشی سے سب ملے۔ اور حکیم صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ اس کے بعد کارروائی جلسہ شروع ہوئی اور مختلف تقاریر ہوئیں۔ دو بجے کے قریب حکیم خلیل احمد صاحب کی تقریر بھی قدیم طب کی خصوصیات کے موضوع پر ہوئی۔ جس کو بہت پسند کیا گیا۔ اس کے بعد لالہ جگت نرائن صاحب وزیر صحت و تعلیم واپس جانے لگے۔ تو حکیم صاحب نے ان کو سلسلہ کا لٹریچر پیش کیا۔ کانفرنس کی طرف سے باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے مختلف جگہیں مقرر کی گئی تھیں۔ چنانچہ حکیم صاحب کو صدر جلسہ حکیم محمود احمد صاحب دہلوی کے ساتھ جگہ دی گئی۔ سلسلہ احمدیہ کی تبلیغی گفتگو ان سے ہوتی رہتی۔ جس کے دوران میں حکیم محمود احمد صاحب نے فرمایا کہ میں نے آپکے خلیفہ صاحب کو دو بار دہلی میں دیکھا ہے۔ اور میں اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ والد مرحوم مسیح الملک ثانی حکیم مظفر احمد زندہ تھے حکیم صاحب موصوف نے حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم (ام المومنین رضی اللہ عنہا) سے کسی رنگ میں رشتہ داری کا بھی ذکر کیا۔ حکیم صاحب روشن خیال آدمی ہیں۔ حکیم خلیل احمد صاحب نے سیاسی نظریات کے تعلق میں اسلام کی برتری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کا رسالہ "اسلام اور اشتراکیت" پیش کیا جس کو انہوں نے بہت شوق سے پڑھنا شروع کیا۔ اور بالآخر اپنے ساتھ لے گئے۔ حکیم محمود صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری حکیم شمشی کیش کے ساتھ بھی گفتگو ہوئی۔ ہندو نوجوان ہیں اور اچھے مالگزمی ورکر ہیں۔ مذہبی گفتگو ہوتی رہی اور ان کو لٹریچر دیا گیا۔

اسی کمرہ میں ایک بزرگ صوفی منش عمر رسیدہ سکھ حکیم بہزا سنگھ بھی مقیم تھے۔ وہ حکیم صاحب اور حکیم محمود احمد صاحب کی گفتگو خاموشی سے سنتے رہے۔ جب حکیم محمود احمد صاحب استراحت کرنے لگے تو حکیم خلیل احمد صاحب نے نماز ادا کی۔ تو یہ حکیم صاحب آپ کے پاس آگئے اور کہا کہ اپنا خاکپا بطور تبرک کے مجھے دیدیں۔ میں اس کو اپنے پاس رکھوں گا۔ کیونکہ اس ہمہمی کے جلسہ میں میں نے کسی کو بھی یاد خدا کرتے نہ دیکھا۔ صرف آپ ہی کو خلوص کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھا ہے جس پر یکایک میرے دل میں جوش پیدا ہوا کہ میں آپ سے آپ کی خاک پا طلب کروں۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں دیر تک صوفیانہ رنگ میں گفتگو ہوتی رہی۔ یہ سکھ حکیم زبان فارسی کے ماہر تھے۔ مولانا روم حافظ شیرازی شیخ سعدی کے پاکیزہ کلام انہوں نے سنائے اور کہا کہ انجیل اور تورات جیسی عبارت رامائن گیتا میں نے سب کچھ خوب پڑھا ہے لیکن مجھ کو توحید خدا اور محبت خدا اور آثار کی تعلیم اور گورو نانک صاحب کے کلام میں ہی ہے وہ دنیا و دل کو لبھانے والی ہے۔ اور کہا میں نے آپکے سلسلہ کے بزرگ حضرت مرزا صاحب اور انکے خلیفہ حضرت مولوی نور الدین صاحب کی بعض نادر کتابیں اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں میں ان کو بہت شوق اور لذت سے پڑھتا ہوں۔ کانفرنس میں ہندو سکھ سینکڑوں حکیم تھے۔ لیکن ایک حکیم ست پال محمود بھی اس کانفرنس میں آئے ہوئے تھے جو صحیح معنوں میں حکیم ہیں۔ عربی۔ فارسی کی اچھی قابلیت رکھتے ہیں عربی زبان میں طبی نصاب کو پڑھا ہے اور قانون شیخ اور شرح اسباب کی اکثر عبارتیں ان کو عربی میں یاد تھیں۔ اچھے کامیاب طبیبوں میں سے ہیں۔ بہت محبت اور شفقت سے مجھے ملے اور قادیان کی بابت کرتے رہے۔ قادیان کے لفظ میں ایک جذبہ کا کرشمہ ہے کہ جو بھی سنتا ہے ملنے کو آتا ہے۔

جلسہ کے موقعہ پر خلاج مریضاں طبی کیمپ بھی مقرر تھا۔ جس کا اعلان اخبارات کے ذریعہ کیا گیا تھا۔ منتظمین جلسہ میں مکرم حکیم محمود احمد صاحب اور حکیم خلیل احمد صاحب کو اس خدمت کے لئے منتخب کیا گیا۔ یہ دونوں مریضوں کو دیکھ کر نسخے تجویز کرتے تھے۔ کیونکہ مریض بہت تھے۔ اس واسطے اس کام کے لئے دوسرے طبیبوں کو بھی لگا لیا گیا۔ اس طرح مریضوں کا علاج معالجہ ہی مقصود نہ تھا بلکہ طبیبوں کا بھی کیسا قسم کا امتحان تھا۔ چنانچہ دیکھا گیا کہ دوسرے طبیب بھی حکیم خلیل احمد صاحب سے نسخہ تجویز کرنے میں مشورہ طلب کرتے رہے۔

اس موقع پر بعض طبیب بہت سی نایاب جڑی بوٹیاں اور مختلف قسم کے دواؤں کے پودے نمائش گاہ میں لائے تھے اور بعض اپنی مصوری کا کمال دکھاتے ہوئے بقراط سقراط جالینوس اور بوعلی سینا وغیرہ کی تصاویر بنا کر لائے تھے ان سب کو سندات عطا کی گئیں۔

بعض طبیبوں کو بھی اعزازی طور پر پنجاب طبی کانفرنس کی طرف سے انعامی سندات دی گئیں۔ چنانچہ حکیم محمود احمد صاحب صدر جلسہ اور حکیم خلیل احمد صاحب کو "فخر الحکماء" کے سندات دیئے گئے۔ جو کہ شریمتی سیتا دیوی نے اعزازی طور پر اپنے ہاتھ سے تقسیم کیں۔

مشرقی پنجاب کے مخصوص شہر جالندھر میں زبان اردو کا مشاعرہ خاص طور پر شہرت میں ڈالنے والا اور امید افزا تھا۔ اچھے اچھے ہندو شعراء اور اساتذہ سخن اس موقعہ پر موجود تھے۔ چنانچہ حکیم خلیل احمد صاحب نے بھی اپنی ایک نظم پڑھی جو پسند کی گئی۔

کانفرنس کے اختتام پر پاکستان اور ہندوستان کی معزز ہستیوں کے برقی پیغامات سنائے گئے۔ اس کانفرنس کے روح رواں اور لیڈر حکیم بہاری لال صاحب جو جنرل سکریٹری تھے ایک ہر دلعزیز شخص ہیں۔ عوام و خواص کے علاوہ وزراء وغیرہ کے ساتھ ان کے اچھے تعلقات ہیں اس بات کو بہت مسرت سے دیکھا جاتا تھا کہ اجتماع عظیم میں دو سے زائد کبھی اطباء موجود نہیں تھے۔ (نامہ نگار)

ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر قادیان میں

۱۱ جون کو قریباً گیارہ بجے قبل دوپہر جناب سردار کلدیپ سنگھ صاحب نارنگ ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور پہلی بار قادیان تشریف لائے۔ آپ کی زیر صدارت تعلیم الاسلام کالج کے وسیع ہال میں قومی قرضہ کے تعلق میں جلسہ ہوا۔ قادیان و نواحی کے معززین مدعو تھے۔ مکرم حکیم خلیل احمد صاحب۔ مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب۔ مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز اور خاکسار (ایڈیٹر بدر) اور بعض احمدی احباب نے سلسلہ کی طرف سے شرکت کی۔ کئی ایک تقریریں ہوئیں۔ جس میں صاحب موصوف کو خوش آمدید کہا گیا۔ چنانچہ حکیم صاحب مکرم نے بھی جماعت کی طرف سے آپ کو خیر مقدم کہا اور ہر طرح تعاون کا یقین دلایا۔ اور یہ بھی بتایا کہ حکومت ہندوستان کے باعث تا کہ غیر اقوام کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ اس طرح قرض لے رہی ہے جس طرح باپ اپنے بیٹے سے لیتا ہے۔ اس قرض کا اہل ملک کو ہی فائدہ پہنچے گا۔ صاحب بہادر نے اپنی تقریر میں کئی امور کا ذکر فرمایا کہ جن کے باعث کچھ غلط فہمیاں ہو جاتی تھیں ان میں سے قومی قرضہ کی فراہمی اور جماعت احمدیہ سے تعلقات اور تعلقات پیدا کرنا بھی تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ قومی قرضہ قرض ہے۔ نہ کہ چندہ۔ قرضہ دینے والوں کو روپیہ مع سود واپس مل جائے گا۔ اس طرح قومی ترقی کے لئے جو دو ہزار کروڑ روپیہ درکار ہے فراہم کیا جائے گا۔ مجھے اہالیان ضلع گورداسپور پر بہت یقین ہے۔ اور آپ لوگ اس امتحان میں پورے اترے ہیں۔ نصف کروڑ روپیہ جو رقم قرضہ اس ضلع سے فراہم کی جانی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ فراہمی اس سے کچھ بڑھ جائے۔ قادیان سے قریباً دو لاکھ اور قادیان علاقہ سے قریباً پونے تین لاکھ روپیہ جمع ہوا ہے۔ صدر انجمن احمدیہ نے باوجود شدید مالی مشکلات کے مبلغ دس ہزار روپیہ قومی قرضہ میں پیش کیا ہے۔

آپ نے جماعت احمدیہ کے وفد کو شرف ملاقات بخشا اور ہماری معروضات کو نہایت توجہ سے سنا۔ اور پوری ہمدردی سے غور کرنے کا وعدہ فرمایا۔

درخواستہائے دعا

احباب ذیل کے احباب کے لئے دعا فرمائیں

(۱) راجہ غلام محمد صاحب صدر جماعت چک ایمریج (یاڑی پورہ) دہلی کے ایک ہسپتال میں داخل ہیں۔

(۲) مرزا صالح علی صاحب (سندھ) بوجہ پتھری گردہ بیمار رہتے ہیں

(۳) میجر سعید صاحب کے والد بھاگلپور سندھ گئے ہوئے ہیں اور بیمار ہیں۔

(۴) ماسٹر قمر علی احمد صاحب صدر جماعت سنبل پور (اڑیسہ) کی اہلیہ محترمہ دیر سے درد سر سے بیمار ہیں۔ ماسٹر صاحب ان کی صحت کے علاوہ اپنے برادرزادہ محمد نور الحق صاحب کے ب ے۔ اے کے امتحان میں اچھے نمبروں پر کامیاب ہونے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

شعائر اللہ کی خدمت اور حفاظت کی سعادت ہر احمدی حاصل کر سکتا ہے

"ہمارا فرض ہے کہ ہم قادیان میں رہنے والوں کی دلجمعی کی پوری کوشش کریں"

(ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز از خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ راگست ۱۹۵۲ء)

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے "تحریک درویش فنڈ" کا اجراء کرتے ہوئے جملہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو بالعموم اور مخیر اور صاحب ثروت احباب کو بالخصوص اس اہم تحریک میں حصہ لینے کی دعوت دی جا چکی ہے۔ لیکن اس وقت تک بہت ہی کم احباب نے اس تحریک کو سمجھا اور اس میں حصہ لیا ہے۔ مخلصین کے لئے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد کافی ہے۔

"ہمارا فرض ہے کہ ہم قادیان میں رہنے والوں کی دلجمعی کی پوری کوشش کریں"

مرکز میں رہنے والے درویشوں کی جائز ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے روپے کی ضرورت ہے۔ جس کا مہیا کرنا جماعت کا اولین فرض ہے اس وقت تک درویشوں کا تمام بار صدر انجمن احمدیہ قادیان پر ہی رہا ہے۔ انجمن اس بوجھ کی وجہ سے نہ صرف مقروض ہی ہو رہی ہے۔ بلکہ اگر آئندہ بھی یہ بوجھ انجمن پر رہا۔ تو سلسلہ کے دیگر اہم کاموں کی سرانجام دہی میں رکاوٹ پیدا ہو گی۔ اور بہت سے اہم کام روپیہ کی کمی کی وجہ سے بند کرنا پڑیں گے۔ جس کو ایک فعال جماعت کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتی۔

پس تمام جماعت کا فرض ہے کہ "درویش فنڈ" کو اس حد تک مضبوط بنا دے۔ کہ درویشوں کے گذارہ کا مسئلہ مستقل طور پر حل ہو جائے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے۔ کہ ہر احمدی درویش فنڈ کی تحریک میں ماہوار یا یکمشت حصہ لے کر شعائر اللہ کی خدمت میں شریک ہو۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنے پیارے امام کی اس آواز پر لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور شعائر اللہ کی خدمت اور حفاظت کے سلسلہ میں جو فرائض آپ پر عائد ہوتے ہیں۔ ان کو ادا کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو سکیں۔ آمین ثم آمین ✦ (ناظر بیت المال قادیان)

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۵

جدوجہد نہ کرو گے۔ تو تم ذلت کی موت مرو گے لیکن اگر تم زندہ رہنے کا صحیح طریق اختیار کرو گے۔ تو خدا تعالےٰ تمہیں مرنے نہیں دے گا۔ اور اگر مر د گے بھی۔ تو خدا تعالےٰ کی رحمت تمہارے شامل حال ہو گی۔ لیکن دوسری صورت میں دنیا کے لوگ بھی تم پر لعنت کریں گے۔ اور خدا تعالےٰ اور اس کے فرشتے بھی تم پر لعنت بھیجیں گے پس تم اپنے حالات پر غور کر کے صحیح لائن اختیار کرو۔ یاد رکھو جو کام خدا تعالےٰ نے تمہارے سپرد کیا ہے۔ وہ تم ہی کرو گے خدا تعالےٰ نے نہیں کرنا اور

جو کام خدا تعالےٰ نے تمہارے سپرد ہیں

وہ خدا تعالےٰ خود کرے گا۔ جب تم اپنی جان۔ مال آبرو اور ہر عزیز چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ گے اور قرآن کی ہدایتوں پر عمل کرو گے تو پھر جو کسر باقی رہ جائے گی۔ خدا تعالےٰ اسے پورا کر دے گا۔ لیکن اگر تم قرآن کریم کے سب احکام پر عمل نہ کرو۔ اور صرف چندہ دینا کافی سمجھو۔ تو اس جہان میں بھی تم پر لعنت ہو گی۔ اور آخرت میں بھی تم پر لعنت ہو گی پس تم اپنے حالات کے ہر پہلو پر غور کرو۔ اور قرآن کریم پر غور کر کے تدابیر پر جو دوسروں سے زیادہ خیالات کر کے کسی نتیجہ پر پہنچو۔ قرآن کریم تمہارے پاس ہے اس میں جائز قانون کے مطابق صبر کرنے کا طریق بھی موجود ہے۔ اس میں جائز قانون کے مطابق عفو کرنے کا طریق بھی موجود ہے۔ اس میں جائز قانون کے مطابق اعتراضات کے جواب دینے کا طریق بھی موجود ہے۔ جب تم

قرآن کریم کے بیان کردہ طریقوں پر

پوری طرح عمل کرو گے جس میں ہر قسم کے جائز اور درست علاج موجود ہیں۔ تو پھر اگر کوئی کسر باقی رہ جائے گی۔ تو اسے خدا تعالےٰ پورا کر دے گا لیکن تمہارا یہ طریق درست نہیں کہ عملی طور پر تو کچھ نہ کرو۔ قرآن پر غور نہ کرو۔ نہ اس کی ہدایات کو سمجھنے کی کوشش کرو صرف چندہ دے دو۔ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو دنیا میں بھی تمہارے لئے ذلت ہے۔ اور آخرت میں بھی تمہارے لئے ذلت ہے اور اس ذلت سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ اس ذلت سے تمہیں کوئی بچا نہیں سکتا۔ تو اس میں خدا تعالےٰ بھی آ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ خود کہتا ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو میں تمہیں نہیں بچاؤں گا۔ پس تم اپنے

طریق عمل کو درست کرو

اور جلد جلد درست کرو۔ ورنہ جماعت کے لئے آفات اور مصائب کے رستے کھلتے چلے جائیں گے۔

بقیہ صفحہ ۱ اور یہی ترقی کرنیوالی قوموں کا شیوہ ہے ورنہ فقط منہ سے دعویٰ کر دینا اور عمل سے اس کا ثبوت نہ دینا چنداں مفید نہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا کرے کہ ہم اپنے محبوب آقا کی آواز پر اپنے عمل کیساتھ لبیک کہنے والے ہوں اور خدا ہی ہماری مساعی اور جدوجہد میں اپنے فضل سے برکت ڈالے۔ آمین ✦

مجاہدین تحریک جدید کیلئے لمحہ فکریہ!

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے تحریک جدید کا اجراء حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے خاص حالات میں جبکہ جماعت احرار نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف سخت شورش برپا کی تھی فرمایا تھا اس تحریک کے نتیجہ میں ساری دنیا میں اشاعت اسلام کا کام ایک عرصہ سے نہایت آب و تاب سے جاری ہے اور اس کے مبارک ثمرات دوستوں کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اور اب حضرت اقدس نے اس تحریک کو مستقل قرار دیتے ہوئے حضور نے فرمایا ہے۔ کہ یہ تحریک ہماری قومی زندگی کا ایک نشان ہے۔ جبتک قوم زندہ ہے یہ تحریک ختم نہیں کی جا سکتی۔ اور جب تک یہ تحریک جاری رہیگی قوم زندہ رہے گی۔ گذشتہ انیس سال میں حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس تحریک کے متعلق جو کچھ فرمایا دوست اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ حضور نے یہاں تک فرما دیا کہ جو شخص باوجود استطاعت کے اس میں حصہ نہ لیگا۔ وہ اس جہان میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا۔ نیز یہ کہ جو شخص اپنے امام کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا۔

اس سال خصوصیت سے دفتر اول کے احباب کی طرف سے وعدہ جات میں سخت کوتاہی پائی گئی ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ جن دوستوں نے اپنی طاقت سے زیادہ حصہ لیا ہوا ہے یعنی پانچ پانچ چھ چھ ماہ کی آمد چندہ تحریک جدید میں دیتے ہیں وہ ہر سال دس فیصدی کمی کرتے جائیں حتیٰ کہ اصل معیار یعنی سال میں ایک ماہ کی آمد کے برابر آ جائیں۔ مگر دوستوں نے ایسا شاذ و نادر ہی کیا ہے بالعموم دفتر اول والوں نے یکدم اپنے وعدہ جات اصل معیار سے بھی گھٹا دیئے۔ اور بعض احباب نے تو وعدہ کیا ہی نہیں اور ادائیگی میں اسقدر کوتاہی کی جا رہی ہے جس سے اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے کہ سلسلہ کے کاموں کو سخت نقصان پہنچیگا۔ دفتر کی طرف سے سال میں کئی دفعہ سیکرٹریان مال کو اور احباب کو فرداً فرداً بقایا جات کی ادائیگی کی یاد دہانی کروائی جاتی ہے چنانچہ اب بھی بقایا داران احباب کی خدمت میں ایک مطبوعہ چٹھی بھیجی جا رہی ہے۔ اس چٹھی میں بقایا داران احباب کا سال رواں کے حساب کے علاوہ کم از کم پچھلے دو سال کے بقایا جات سے بھی ان کو اطلاع دی گئی ہے اب سیکرٹریان مال کا فرض ہے کہ وہ ان سے بقایا وصول کرنے کی کوشش فرماویں۔ اور خود احباب کو بھی چاہیئے کہ وہ بغیر سیکرٹری مال کے مطالبہ کے از خود اپنے بقایا جات ادا کر دیں اور اس تحریک کی اصل غرض یعنی اشاعت اسلام کو پورا کر کے اپنے مولا کی خوشنودی کو حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کو ایسا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ خاکسار وکیل المال تحریک جدید قادیان

مختصر اور ضروری خبریں

۱۶ رجون - اوری - پنڈت ہردے ناتھ کنزرو نائب صدر انجمن ترقی اردو ہند نے اردو کانفرنس کے آخری اجلاس میں عوام کے نام یہ پیغام دیا ہے کہ اردو زبان و ادب کو تنگدل اور کم ظرف آدمیوں کے رحم پر چھوڑا جائے ہو بیٹھی - رواداری اور لچکدار زبان خاصیانہ عمل سے نہیں دبائی جاسکتی۔

۱۲ رجون - لنڈن - ایک برطانوی ترجمان نے اس خبر کی تصدیق کی ہے کہ امریکہ اور برطانیہ نے مشترکہ طور پر اسرائیل و شام کی سرحد پر قیام امن کے لئے چند اقدام کئے ہیں۔

۲۲ رجون - الہ آباد رحلہ رسول پور اور محمد اٹھالہ کے مسلمانوں کے درمیان ایک کھاب کی قیمت پر خندت کی لڑائی ہو گئی - جس میں دو اشخاص کو چھرا گھونپ دیا گیا۔ آٹھ اشخاص زخمی ہوئے - جن میں دو کانسٹیبل ہیں - تین دن لڑائی کے بعد پولیس نے امن قائم کیا اٹھی گرفتاریاں ہو چکی ہیں

جنیوا - ویٹ منہ اور فرانسیسی کے فوجی نمائندوں کے درمیان ڈیلٹا میں خط جنگ بندی کی تعیین کے متعلق سمجھوتہ ہوگیا ہے اس خط کے دونوں طرف چار کیلومیٹر غیر فوجی علاقہ چھوڑا جائے گا۔ مسٹر چو این لائی نے اس سمجھوتہ میں نمایاں حصہ لیا۔

نینی تال - سرکاری اعداد و شمار کے مطابق مان سنگھ ڈاکو اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ پولیس کے تصادم میں ۷ آدمی کام آئے - پولیس بہت بڑے مقابلہ کے بعد پسپا ہوگئی - ڈاکوؤں کی کمان مان سنگھ خود کر رہا تھا - ڈاکوؤں کے پاس سٹین اور برین گنیں تھیں۔

لودم ڈوما - دریائے برہم پترہ میں طغیانی آنے کے باعث پندرہ دیہات زیر آب ہوگئے اور پانچ ہزار اشخاص بے گھر ہوگئے ہیں - چائے کے کچھ باغات کو نقصان پہنچا - سیلاب سیکھو اگھاٹ کے قریب زیادہ اثر انداز ہوا - شمالی پہاڑیوں میں ابھی تک لگاتار بارش ہو رہی ہے۔

لکھنؤ - ادارہ فروغ اردو کا ایک مشاورتی جلسہ ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعہ صدر جمہوریہ ہند سے اردو کو علاقائی زبان قرار دیئے جانے کی سفارش کی گئی۔

کلکتہ - جلپائی گوڑی کے سیلاب زدوں کی امداد کے لئے حکومت مغربی بنگال نے دس ہزار روپیہ کی رقم منظور کی ہے - یہ سیلاب ۱۲/۲۷ جون کے بند کو توڑ کر تیس ہزار ایکڑ اراضی میں پھیل گیا - دس ہزار سے زیادہ اشخاص بے گھر ہوگئے اور فصلوں کو نقصان پہنچا۔

۲۳ رجون - لنڈن - مسز وجے لکشمی پنڈت کو برطانیہ میں ہائی کمشنر ہند مقرر کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے - ان کی اقوام متحدہ میں میعاد صدارت ۱۷ رستمبر کو ختم ہو جائے گی اس کے بعد بھی وہ خود نوشت سوانح عمری کا مسودہ پبلشرز کے سپرد کرنے کے سلسلہ نیویارک میں کچھ عرصہ ٹھہریں گی - ان کے تقرر کے بعد انڈیا ہاؤس میں اہم تبدیلیاں کی جائیں گی

میلبورن - آسٹریلین فوجی افسروں کا ایک گروپ عنقریب سیگاؤں پہنچ جائے گا تاکہ ہند چینی میں جنگ بندی کی نگرانی کے فرائض سر انجام دے سکے۔

دہلی - تبت میں چند لوگوں نے ایک منظم تحریک شروع کی ہے - جس کا مقصد کم از کم وقت میں آزاد تبت کی ریاست قائم کرنا ہے۔

چندی گڑھ - اندازہ ہے کہ سورج گرہن کے موقعہ پر کوروکشیتر میں ۵ لاکھ یاتری آئیں گے - اور اشنان کریں گے

ڈھاکہ - مشرقی بنگال کی حکومت کے پریس نوٹ سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۰۴۲ گرفتار شدگان میں سے اب تک ۲۶۰ رہا کئے جا چکے ہیں۔

فرینکفرٹ - ایک اخبار نے لکھا ہے کہ روس نے امریکہ سے بہتر اور بڑی ایٹمی توپ تیار کر لی ہے - اور یہ نئی توپ مشرقی جرمنی پہنچ چکی ہے - ۹۰ نئی ایٹمی توپیں مشرقی جرمنی کے مختلف مقامات پر نصب کی جائیں گی - امریکی توپ ۲۰ میل تک اور روسی توپ ۲۸ میل تک گولہ پھینک سکتی ہے۔

یروشلم - گزشتہ جمعہ کو اسرائیلی فوج نے اردن کے کسانوں پر گولیاں چلائی تھیں - مخلوط جنگ بندی کمیشن نے اس واقعہ پر اسرائیل کو پر زور ملامت کی ہے

اندور - مدھیہ بھارت پولیس نے گوالیار میں پنڈت نہرو کی جان لینے کی فرقہ پرستوں کی ایک سازش کا پتہ چلایا ہے - پولیس نے دو روز قبل گوالیار میں چھاپہ مار کر بخشی رام پنڈت نامی ایک شخص کو گرفتار کیا تھا - کہا جاتا ہے اس نے ضلع مجسٹریٹ کے سامنے اس سازش کا اعتراف کیا - اور تفصیلات بیان کیں - وہ اور اس کے دو ساتھی ایک ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے فرقہ پرستوں کے ایک ادارہ کے دفتر میں خفیہ بات چیت کرتے تھے - بخشی رام پنڈت کو پولیس نے گرفتار کر لیا - لیکن اس کے دو ساتھی بچ کر بھاگ گئے - کہا جاتا ہے - کہ بعض بڑے بڑے فرقہ پرستوں کی حمایت انہیں حاصل تھی - اور انہوں نے ہی سازش کی حوصلہ افزائی کی تھی۔

کراچی - ٹیونس کی نیو دستور پارٹی کے سیکرٹری جنرل نے بتایا کہ ٹیونس میں متحدہ کمان کے تحت فرانس کے خلاف ایک منظم گوریلا جنگ شروع کر دی گئی - یہ مجاہدین کے خلاف فرانس امریکی ہتھیار استعمال کر رہا ہے۔

ٹوکیو - دنیا کے بیشتر ممالک کی طرف سے سخت احتجاجات کے باوجود امریکہ ہائیڈروجن بم کے تجربے جاری رکھے گا۔

قاہرہ - مصر کی انقلابی عدالت نے ۲۵ زیرِ افسران کو حکومت کے خلاف تختہ الٹنے کی سازش کرنے کا جرم ثابت ہو جانے پر سزاؤں کا اعلان کر دیا۔

قاہرہ - حکومت مصر نے سابق وزیر نحاس پاشا کو یہ اجازت دے دی ہے کہ وہ اسکندریہ میں اپنی بیوی کے ساتھ گرمیاں گزار سکتے ہیں - تیسرے دن بیشتر ان کی بیوی نے اعلان کیا تھا - کہ وہ طلاق چاہتی ہیں - تاہم اب انہوں نے اپنا خیال تبدیل کر دیا ہے - نحاس پاشا کو جنہوں نے انقلابی عدالت کے ہاتھوں اپنی بیوی کی سزا کے سلسلہ میں اپنی کافی دولت خرچ کی ہے اب سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔

کلکتہ - پچاس کم عمر کے تمام مجرمین جنہیں تین مہینے سے زائد عرصہ کی سزا دی گئی ہوگی - اس سے مغربی بنگال کے چودہ ضلع اور چار مرکزی جیلوں میں جانا شروع کر دیں گے - حکومت نے تعلیم بالغاں کو لازمی قرار دیا ہے - سکھوں پن گھنٹہ کی مؤاکرے اس مقصد کے لئے ٹیچروں کا تقرر عمل میں لایا جا رہا ہے - اور پڑھنے کے کمروں میں بنچیں اور بلیک بورڈ لگائے جا رہے ہیں۔

نئی دہلی - شملہ میں ریاستی وزراء لوکل سلف کی کانفرنس منعقد ہوئی۔

نیویارک - وسط امریکہ کی ایک گوائٹے مالا پر حملہ ہو چکا ہے - روس کا کہنا ہے کہ امریکنوں نے حملہ کروایا ہے - جہاں مارشل لاء لگایا جا چکا ہے - گوائٹے مالا کے متصل ہنڈوراس کی سرحد بند کر دی گئی ہے - مجلس تحفظ سکیورٹی کونسل نے اقوام متحدہ سے اپیل کی ہے کہ اس جھگڑے سے الگ رہیں - اور وہاں خونریزی فوراً بند کر دی جائے - گوائٹے مالا کی فوجوں نے جوابی حملے شروع کر دیئے ہیں

بھوپال - یہاں اردو کو علاقائی زبان تسلیم کرانے کی تحریک چلائے جانے کا امکان ہے۔

۲۴ رجون - لنڈن - وزیر خارجہ برطانیہ نے جنوب مشرقی ایشیا کے لئے آزاد دنیا اور کمیونسٹوں کے مابین ایک ایسے معاہدہ کی تجویز پیش کی - جس میں دونوں طرف سے اس کی ضمانت دی جائے - انہوں نے یہ بھی کہا کہ کوئی ساعام معاہدہ ایشیائی طاقتوں کے تعاون کے بغیر کامیاب نہ ہوگا۔

اٹاوہ - وزیر اعظم کینیڈا نے کہا کہ جنیوا کانفرنس صرف اسی وقت مفید نتیجہ خیز ہو سکتی ہے جب اسے ایشیائی ممبروں کی طرف سے مطلب کیا جائے مغربی طاقتیں مشرقی مسائل کو حل کرنے کے لئے ایشیائیوں کو دشمنانہ سے باز رہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں